مغلِ اعظم

مغلِ اعظم

اکبر کا محل ہے اور اُس کے درودیوار میں گزرے ہوئے دنوں کے کچھ افسانے رہتے ہیں۔ آج سے 380 برس پہلے اِس عظیم الشّان محل کے آرام اور آسائشوں سے دُور دُھوپ اور گرمی سے تپتے ہوئے اِس ریگستان میں انگاروں کی مانند جلتی ہوئی ریت پر یہ ننگے پاؤں چلنے والا تنہا اِنسان اکبرِ اعظم ہے اِن آنکھوں کی مایوسی کہہ رہی ہے کہ انہوں نے ابھی تک اولاد کا مسکراتا ہوا چہرہ نہیں دیکھا اولاد کی آرزو میں اکبر کے لڑکھڑاتے ہوئے یہ قدم حضرت شیخ سلیم الدّین چشتی کے آستانے کی طرف بڑھ رہے ہیں اِس اُمید پر کہ اُن کی بابرکت دُعاؤں سے خداتعالیٰ اکبر کو بیٹا عطا فرمائے گا۔ شاہی جلوس کے اِس لاؤ لشکر کے پیدل چلنے کی منّت تنہا اکبرِ اعظم کی ہے .... آخر منزلِ مقصود آ پہنچی اور اِس شنہشاہ نے جس کے آگے ساری دُنیا جُھکتی تھی ایک فقیر کی سرکار میں اپنا سَر جُھکا دیا۔

فقیر: مانگنے کی طرح مانگ خُدا اپنے بندوں کی التجائیں کبھی نہیں ٹھکراتا دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا فقیر تیرا ساتھ دیتا ہے۔

اکبر: شہنشاہوں کے شہنشاہ تو نے اِس حقیر بندے کو اپنے خزانے سے دُنیا کی تمام نعمتیں عطا کیں جہاں پناہ اور ظلِّ الٰہی کہہ کر پکارنے والی آوازیں سنائیں اب باپ کہہ کر پکارنے والی آواز بھی سنا دے، اے! دو جہان کے مالک اکبر کو دنیا میں بے نام و نشاں نہ بنا۔

فقیر: زوجہ کی گود اُس کی رحمت سے آباد ہو

(موسیقی)

درباری: مبارک ہو! مبارک ہو!

کنیز: ظلِّ الٰہی کو مبارک ہو! خدا نے مہارانی کی گود آباد کی۔ ظلِّ الٰہی کو چاند سا بیٹا اور مغل سلطنت کو ولی عہد مبارک ہو!

اکبر: الحمدُ اللہ

اکبر: تم اکبر کی مایوس زندگی میں خدا کی رحمتوں کا پیغام لے کر آئی ہو لو یہ انگوٹھی بطور نشانی اپنے پاس رکھو۔

اکبر: انصاف کے اس مقدس ترازو کی قسم اکبر سے زندگی میں ایک بار جو مانگو گی عطا کیا جائے گا۔

(پس پردہ آواز)

وقت گزرتا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ نوخیز شہزادے کی طبیعت کی شوخیاں ظاہر ہونے لگیں۔

(موسیقی)

مان سنگھ: میرا خیال شہزادے! یہ ترازو آپ کے کھیل کی چیز نہیں۔

سلیم: تو کیا یہ............؟ کے کھیل کی چیز ہے۔

مان سنگھ: جی نہیں یہ مقدّس ترازو حضرتِ بابر کی یادگار اور مغل شہنشاہوں کے انصاف کا نشان ہے۔

سلیم: بہت خوب!

مان سنگھ: یہ لیجئے آپ کو دربار میں یہی کہنا ہے اِسے یاد کر لیجئے۔

سلیم : حکم ہے !

مان سنگھ: جی نہیں گذارش ہے

سلیم: تو پھر ہم کوشش کریں گے۔

(پس پردہ آواز)

شہزادے کی نافرمانیاں آہستہ آہستہ بڑھنے لگیں اور وہ ادب اور فرمانبرداری کی حدوں سے آگے بڑھنے لگا۔

سلیم: تم اُدھر چلے جاؤ............؟

کنیز: اوئی اللہ!

(پس پردہ آواز)

اور پھر ایک دن مغلوں کا تاریخی وقار ہچکولے کھانے لگا اور سرشار سلیم کے قدم لڑکھڑانے لگے۔

(پس پردہ آواز)

اور اکبرِ اعظم کو ہندوستان کا مستقبل اندھیروں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

اکبر: ہم اور بدتمیزی نہیں دیکھیں گے جس سے مغلوں کی عظمت سمٹ کر ایک اوباش شہزادے کا کھلونا بن جائے۔

مان سنگھ: اس کے سر سے ماں کے پیار کا ریشمی آنچل ہٹا کر اسے لوہے کا خول پہنا دو۔ اِسے لے جاؤ اور جلتے ریگستانوں کی آندھیوں میں اس کی پرورش کرو............ لو.................. ہمارا مغلوں کا مستقبل تمہارے حوالے کرتے ہیں۔

(منظر بدلتا ہے)

جودھابائی: پالک ماں کی گود میں پروان چڑھتے ہیں بھگوان تلواروں کی چھاؤں میں نہیں میرے ننھے سے پھول پر برسنے والی تلواروں کے آگے ماں کا دل ڈھال بنا دینا۔

کنیز: میدان جنگ سے صاحبِ عالم کا زرہ بکتر آیا ہے۔

جودھابائی: سلیم! میرا سلیم ....

اکبر: ہم خوش ہوئے کہ سلیم نے آج ہمارے خون کا حق ادا کیا۔

جودھابائی: سلیم ...... میرا بچہ ...... میرا لعل...... میرا بچہ

اکبر: ہندوستان کی عظیم الشاّن ملکہ

جودھابائی: نہیں مہابلی ...... ایک ماں ...... صرف ماں اور کچھ نہیں

اکبر: ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مہارانی جودھا ایک کمزور ماں کے ہاتھوں اتنی مجبور ہو سکتی ہیں اپنے وقار کو بھُول سکتی ہیں۔

جودھابائی: اُوف! مہابلی یہ مغلوں کی کیسی راج نیتی ہے جو اُس ماں کو تڑپنے بھی نہیں دیتی رونے بھی نہیں دیتی جس کے بیٹے کا لہو اس بیدردی سے لُٹایا جا رہا ہے۔

اکبر: اِسے تڑپنے دیجیئے لیکن رونے نہ دیجیئے وہ سب مائیں بھی اگر آپ کی طرح رو پڑیں جن کے بچے آپ کے بیٹے کے ساتھ میدانِ

جنگ میں ہیں تو ہندوستان آنسوؤں میں ڈوب
جائے گا۔

(پس پردہ آواز)

جنگ کے تپتے ہوئے ریگستانوں کی آندھیوں میں سلیم نے پرورش پائی اور انجامِ کار اور وہ ایک فاتح سپہ سالار بن گیا۔

(گھوڑا ہنہناتا ہے)

درجن: کیا! صاحبِ عالم کے زخم ابھی تک نہیں دھوئے گئے۔

دربان: اندر جانے کی اجازت نہیں

درجن: جرّاح اجازت کا منتظر ہے!

درجن: شہزادے! کیا! زخم دھوئے نہیں جائیں گے۔

سلیم: یہ زخم نہیں پھول ہیں درجن اور پھولوں کا مرجھانا بہار کی رسوائی ہے۔

سنو! یہ قاتل ہی نہیں..........دلدار بھی ہے
یہ شاخِ گل بھی ہے تلوار بھی ہے

درجن: یہ گونگا فولاد بھی کوئی پریتی کی راجکماری ہے شہزادے! جس کے آنچل پر آپ کویتا لکھتے ہیں۔

سلیم: ہم نے اِس لوہے کے ٹکڑے کو اُس اکھڑ سپاہی کی نظر سے نہیں دیکھا جس کے ہاتھ میں تلوار قصاب کی چُھری کی طرح محض خون چاٹتی ہے اور گوشت کاٹتی ہے۔

درجن: اور صاحبِ عالم کے ہاتھ میں

سلیم: ہمارے ہاتھ میں یہ لچکتی ہوئی شمشیر اس نازلی کی طرح ہے جو اپنے عاشق کے ہاتھ میں شرم سے تھرتھرانے لگتی ہے اور حجاب سے اُس کے گلابی رخسار تمتما کر سُرخ ہو جاتے ہیں۔

درجن: جو مزاج چودہ برس تک خون کی برشا میں نہاتا رہا وہ آج بھی کویتا میں رچا ہوا ہے کتنی حیرت کی بات ہے۔

سلیم: اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں اگر عمر

خیام کی رُباعی سنہرے ورق کی بجائے پتھریلی زمین پر لکھ دی جائے تو کیا اُس کے معنی بدل جائیں گے۔

درجن: نہیں!

سلیم: تو پھر تمہارے مہابلی نے ہمارے لئے جو کچھ بھی سوچا ہے غلط ہی سوچا ہے۔

مان سنگھ: فتح کی تاریخ سے رنگین زِرہ بکتر مہابلی کے ملاحظے کیلئے بھیجے جائیں گے۔

سلیم: خون میں ڈوبی ہوئی میری جوانی کا ایک ایک وقت کیوں بھیجیں گے ٹھیک ہے لیجئے زِرہ بکتر کے بدلے خاک اور خون میں تڑپتی ہوئی میری زندگی کی پوری داستان ظلِّ الٰہی کی نظر کر دیجیئے۔

مان سنگھ: شہزادے کی زندگی کی داستان مہابلی کے حضور میں سنبھال کر لے جانے والا میرا سپوت سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ تم اسے پہنچا دو درجن۔

(ہوش یا گوش باآواز)

درجن: مہابلی کا اقبال سلامت رہے ...... صاحب عالم نے پھر ایک بار فتح کا جھنڈا گاڑ دیا ہے۔

درباری: سبحان اللہ ، سبحان اللہ

اکبر: اس فتح کو حاصل کرنے کے لئے تمہارے صاحبِ عالم نے خود کتنے زخم کھائے۔

درجن: بے شمار .... سینکڑوں تلواریں صاحبِ عالم کے جسم پر پڑ کر کُند ہوگئیں ہر بار دشمن کی تلوار چمک کر شہزادے کی ہمت اور اکبری خون کی داد دیتی تھیں۔

درباری: سبحان اللہ .... سبحان اللہ

اکبر: ہم سلیم کی زِرَہ بکتر ملا حظہ کریں گے۔

درجن: زرہ بکتر کے بجائے صاحب عالم نے مہابلی کے حضور یہ پیغام بھیجا ہے۔

اکبر: با آواز بلند پڑھا جائے۔

درجن: بنام تاجدار ہندوستان شہنشاہ جلال الدین محمد

اکبر.........

لیجئے! یہ آپ کے عظیم الشان ولی عہد کے خون سے سینچی ہوئی ایک ایک گز زمین کا حساب ہے چودہ برس تک جنگ کے شعلوں میں لپٹی ہوئی یہ زمین میری رگوں سے آپ کا لہو چوستی رہی جنگ کی آگ تو ٹھنڈی ہوگئی لیکن آپ کے سلیم کی رگوں میں ابھی خون باقی ہے۔ حکم ہو تو دکن کی چٹیل اور سنگلاخ وادیوں کو اپنے خون سے دلہن بنا دُوں آپ کا فرمانبردار .... سلیم

اکبر: الحمد اللہ! آج سلیم اکبر کا جانشین بن گیا! میر جان! شہزادہ نورالدین محمد سلیم کی خدمت میں فرمان ارسال ہو کہ پایہ تخت (کی) طرف کوچ کریں۔

درباری مہابلی کو صاحب عالم کی واپسی مبارک ہو
صاحب عالم کی واپسی مبارک ہو " " " "

(سین تبدیل ہوتا ہے)

جودھابائی: چُپ کھڑے ہوئے سوچ کیا رہے ہو بھگوان...... سلیم کی صورت دکھا دو۔

بہار: ظِلِ الٰہی نے درجن سنگھ کو حکم دیا ہے کہ صاحب عالم کو جلد سے جلد اپنے ساتھ لے کر واپس آئیں۔

جودھابائی: بہار! بہار! بہار تو اِن آنسوؤں کے لئے ہنسی کا سندیسہ لے کر آئی ہے میں تیرا منہ موتیوں سے بھر دوں گی۔

بہار: یہ کم ہے مہارانی میں چاہتی ہوں کہ صاحبِ عالم موتیوں پر چل کر آئیں۔

جودھابائی: یہ ٹھیک کہا ہے بہار میں سلیم کے نام پُر تجھے ہر بات کا ادھیکار دیتی ہوں!

میرا بچہ برسوں کے بعد گھر واپس آ رہا ہے میں مہابلی سے کچھ دنوں کیلئے اُسے مانگ لوں گی۔

اُس نے باپ کی راج نیتی دیکھی ہے ماں
کا پیار نہیں دیکھا جا! راج نترکی سے کہہ
دے! کہ پائل کی مدھر جھنکاروں سے سنوار
کر ایسے ناچ تیار کرے جنگلی سندرتا سلیم کی
آنکھوں سے رن بھومی کی چتر مِٹا دے اور
تُو تان سین کو ہمارا سندیس دے سلیم کے
سواگت کے لئے ایسی مدھر راگنیاں بنائے
جس کی رسیلی تانیں اُس کے کانوں سے
توپوں کی گرج بُھلا دے۔

بہار: بہار! جا بہار ...... اُس کے لئے بسنت ہی
بسنت کھلا دے۔ میرے چاند کے لئے
ہزاروں چاند جگمگا دے۔ وہ جس جگہ پاؤں
رکھے آکاش سے تارے نچھاور ہوں جہاں
تک اُس کی نظر جائے سورگ ہی سورگ ہو۔
اور ...... اور وہ سب کچھ بہار جو میں چاہتی
ہوں ...... لیکن...... کہہ نہیں سکتی۔

(موسیقی)

جودھابائی: اے (ہے) ایشور ...... تو شبھ گھڑی جلد دکھا.......... جب میرا لعل میری آنکھوں کے سامنے ہو.......... اور کچھ دن کے لئے میں تجھے بھول جاؤں۔

بہار: سنگ تراش ! سنگ تراش!

سنگ تراش: محلوں کی بہار ایک ویرانے میں

بہار: صاحب عالم کیلئے پتھر کا ایک مجسمہ لینے آئی ہوں۔

سنگ تراش: میرے بنائے ہوئے مجسمے شاہزادوں اور بادشاہوں کو پسند نہیں آئیں گے۔

بہار: کیوں!

سنگ تراش: کیونکہ یہ سچ بولتے ہیں ...... یہ دیکھو ...... یہ شہنشاہ کا دربار ہے شہنشاہ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ انصاف .... جس کی کوئی فریاد نہیں .... اور یہ ہے میدان جنگ

لاکھوں بے گناہ انسانوں کا خون .... اور
ایک انسان کی فتح
اور یہ ہے سچ بولنے کا انجام ...... سزائے موت

بہار: یہ سچ نہیں سنگ تراش ایک فنکار کا طنز ہے
ایک شکایت ہے۔

سنگ تراش: یعنی

بہار: عقل تمہارے فن کی خوبصورتی کا مانتی ہے......
دل نہیں...... وہ تیر ہی کیا سنگ تراش جو
دل کے پار نہ ہو ...... وہ بت ہی کیا جس
کے آگے مغرور سر خود بخود نہ جُھک جائیں۔

سنگ تراش: تو پھر میں ایک ایسا بُت بناؤں گا۔ جس
کے قدموں میں سپاہی اپنی تلوار .... شہنشاہ
اپنا تاج اور انسان اپنا دل نکال کر رکھ دے

(موسیقی)

کوئی کنیز: یہ تم نے کیا کیا ...... تاج دوسروں کے
ہاتھوں پہنا جاتا ہے۔

بہار: ہاتھ دوسروں کے ہوتے ہیں لیکن ہمت اپنی ہوتی ہے۔

کوئی کنیز: کوئی آ نہ جائے بہار کیا تمہیں خوف نہیں۔

بہار: خوف۔ تاج اُن سروں پر نہیں رہتا جن کے قریب خوف آ جائے۔

کوئی کنیز: تم اِس شاندار ملک کی ملکہ بننا چاہتی ہو۔ نہ جانے کتنی لڑکیاں یہ خواب دیکھ رہی ہوں گی۔

بہار: اُنہیں خواب دیکھنے دو۔ تم میری آنکھیں دیکھو۔

کوئی کنیز: اُف یہ آنکھیں جیسے کسی شرابی نے پیمانے کے بدلے تلوار اُٹھالی ہو ...... کیا آسمان سے تارے توڑنے کا ارادہ ہے۔

بہار: کبھی کبھی تارے خود ٹوٹ کر زمین پر گر آتے ہیں۔ مغرور شہزادوں کے لئے ایک جُھکی ہوئی نظر ہی کافی ہوتی ہے۔

کوئی کنیز: ہاں۔ موت کی گھڑی اور شہزادوں کے دل کا کیا! نہ جانے کس وقت آ جائے۔

بہار: کاش ! یہ وقت کل ہی آئے

(سین تبدیل ہوتا ہے)

کوئی کنیز: مہارانی کو بدھائی ہو۔ صبح ہونے میں ایک پہر باقی ہے۔

کنیز رات گھڑی کا آخری موتی پیش کرتی ہے۔

بہار: اِس موتی کی قیمت ادا کی جائے۔

(موسیقی)

جودھابائی۔مہارانی: کیا مہابلی اپنے بیٹے کا سواگت جنگی لباس میں کریں گے۔

اکبر بادشاہ: ہم اپنے بیٹے کا نہیں ہندوستان کے مضبوط سپاہی کا استقبال کرنے جا رہے ہیں۔

جودھابائی۔مہارانی: مہابلی میں نے سلیم کو بچپن سے جوانی تک پلتے نہیں دیکھا اُسے ایک دم میری نظر کے سامنے نہ لایئے گا۔

(موسیقی)

کوئی خواجہ سرا: صاحب عالم کی تشریف آوری مبارک ہو۔ وہ
قلعے میں داخل ہو چکے۔ کنیز کی عرض ہے
نظر اُتار دی جائے۔

دوسری کوئی کنیز: ظلِ الٰہی نے خود بڑھ کر استقبال کیا۔
صاحبِ عالم مجرے کے لئے جھکنے بھی نہ
پائے تھے کہ ظلِ الٰہی نے اُنہیں گلے سے
لگا لیا۔

کوئی تیسری کنیز: صاحبِ عالم دیوانِ خاص سے گزرے۔ کنیز
نے اُنہیں بہت قریب سے دیکھا۔ قدم قدم
پر ہزاروں پھول نچھاور کئے ہیں لیکن وہ
شاہانہ بے نیازی کے ساتھ اس طرف تشریف
لا رہے ہیں۔

چوتھی کوئی کنیز: ظلِّ الٰہی نے صاحبِ عالم کو تنہا یہاں آنے
کی رخصت عطا کی۔

پانچویں کوئی کنیز: صاحب عالم تشریف لاتے ہیں۔

جودھابائی مہارانی: سلیم! اُف دنیا خوشی میں جھوم رہی ہے
...... یا ...... یہ میری نظر کانپ رہی ہے۔
بہار بہار مجھے سہارا دے برسوں کے بعد وہ
نجانے کس آواز میں ماں کہہ کر پکارے گا
یہ نئی آواز۔ یہ نئی آواز میں کس طرح سنوں
گی۔ یہ شبد کان کے پردوں سے ٹکرا کر ممتا
کی دُنیا میں گونج اُٹھے گا۔
(ہنستی ہے) کہیں یہ گونج سن کر میرے دل
کی دھڑکن ہی نہ رُک جائے۔

(موسیقی)

سلیم: ماں ...... ماں ...... ماں آنکھیں کھولئے میری
طرف دیکھئے میں آ گیا ہوں۔
مہارانی/جودھابائی: سلیم، سلیم اتنے بڑے ہوگئے میں تمہاری
صورت دل کے قریب دیکھنے کی عادی ہوں
ذرا جھکو سلیم ذرا جھکو بڑے سورما ہوگئے ہو
تم! کتنی بیدردی سے میرا خون مٹی میں ملاتے

رہے ہو یہ نہیں سوچا ماں کی؟ پرَ اِن زخموں
کو دیکھ کر کیا بیتے گی کبھی رن بھومی سے
ماں کو آواز دے کر دیکھتے تلواروں کی
جھنکاروں سے لوریاں گونجنے لگتیں رن بھومی
ماں کی گود بن جاتی لیکنِ تم نے مجھے کبھی
نہ پُکارا .... سلیؔم میرے چاند ...... بہاؔر ہٹا
اسے میری نظر لگ جائے گی۔

(موسیقی/راگ)

کوئی کنیز: زیارت کو نگاہیں منتظر ہیں قدم بوسی کو راہیں منتظر ہیں۔

(راگ) " " جوبن میں " " "

سلیم: ہمیں دیکھ کر یہ کون چھپ گیا ہے بہاؔر

بہار: چھپا نہیں چھپایا گیا ہے صاحبِ عالم

سلیم: کیوں ؟

بہار: سنگ تراش کا یہ دعویٰ ہے کہ جب یہ مجسمہ بے نقاب ہوگا تو

سلیم: بے خوف ہو کر کہو کبھی کبھی دعوے دلچسپ بھی ہوا کرتے ہیں۔

بہار: اُس کا یہ دعویٰ ہے کہ اِس مجسمے کو دیکھ کر سپاہی اپنی تلوار، شہنشاہ اپنا تاج اور انسان اپنا دِل نکال کر اُس کے قدموں میں رکھ دے گا۔

سلیم: سنگ تراش کا دعویٰ دلچسپی کی حدوں سے آگے بڑھ گیا ہے۔ ہم اُس کے فن کا وہ رُوپ دیکھنا چاہتے ہیں۔

درجن: مہابلی کا یہ حکم ہے کہ صاحبِ عالم اِس مورتی کو نہ دیکھیں۔

سلیم: کیوں ؟

درجن: راج جوتشی کا یہ کہنا ہے کہ آج رات چندرما کے ڈھلنے سے پہلے شہزادے کا کسی مورتی کو دیکھنا بُرا شگون ہوگا۔ نقاب کشائی کل صبح مہابلی کے سامنے ہوگی۔

سلیم: سنگ تراش کا دعویٰ، راج جوتشی کا شگون اور اِس مجسمے پر پڑی ہوئی نقاب ہم صبح کا انتظار کیسے کریں گے درجنؔ!
سنگ تراش کا دعویٰ یقیناً صحیح تھا۔ بیشک اس بے پناہ حُسن کی تاب پتھر ہی لا سکتا ہے بُتوں کی خدائی تسلیم کرنے کو جی چاہتا ہے۔

درجن: صاحبِ عالم پر بُت پرستی کا الزام لگ جائے گا۔

سلیم: مگر وفا پرستی کی داد بھی مل جائے گی

سنگ تراش: نادراؔ مجسمہ تیار نہیں ہو سکا کل صبح پھر تمہیں مجسمے کی جگہ کھڑا رہنا ہوگا۔

نادرا: صاحبِ عالم نے مجھے دیکھ لیا اور تمہارے فن کی داد دی۔

سنگ تراش: اس داد میں چھپی ہوئی ایک محبت بھی ہے

نادرا: محبت کس سے

سنگ تراش: تم سے

کوئی آواز: (جنبش مکن ہوشیار ظِلّ الٰہی تشریف لا رہے ہیں۔)

بہار/کنیز: کنیز ایک تجویز پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہے۔

ظِلّ الٰہی: اجازت ہے!

بہار/ کنیز: افسانوں میں ہے کہ مجسموں کی نقاب کُشائیاں تیروں سے بھی ہوا کرتی تھیں۔

ظِلّ الٰہی: خوب، تجویز پسند آئی۔ شیخوؔ افسانے حقیقت میں بدلے جا سکتے ہیں ؟

سلیم: ظِلّ الٰہی حکم کی تعمیل ہوگی۔

(موسیقی)

اکبر/ظِلّ الٰہی: سبحان اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی فرشتے نے آسمان سے اُتر کر سنگِ مرمر میں پناہ لے لی ہے۔

نادرا/کنیز: کنیز فرشتہ نہیں انسان ہے۔

اکبر/ظِلّ الٰہی: مگر تجھے بُت بننے پر کس نے مجبور کیا۔

نادرا/کنیز: آپ کی سلطنت کے ایک ضدی سنگ تراش نے جو گُمنامی کے پردے سے باہر آنا نہیں چاہتا۔

اکبر/ظلِّ الٰہی: سنگ تراش کا انوکھا فن یقیناً داد کے قابل ہے لیکن تیر چلتے وقت تُو خاموش کیوں رہی۔

نادرا کنیز: کنیز دیکھنا چاہتی تھی کہ افسانے حقیقت میں کس طرح بدلتے ہیں۔

اکبر/ظلِّ الٰہی: بہت خوب ہم تیرے حوصلے کی داد دیتے ہیں

نادرا کنیز: رانی آپ اِسے اپنی کنیزوں میں داخل کر دیجئے اور ہم اِسے انارکلی کا خطاب عطا کرتے ہیں۔ اور کل کرشن جنم کے جشن میں انارکلی ۔

سلیم: رادھا کے لئے مناسب رہے گی۔

اکبر/ ظلِّ الٰہی: شیخو تم نے ہمارے منہ کی بات چھین لی۔

(گانا)

آ آ موہے پنگھٹ پہ نند لال چھیڑ گیورے

آ آ آ " " " " " " "

موری (نازک) ناجک کلیا مروڑ گیو رے

" " " " " " "

موہے پنگھٹ پہ ہو موہے پنگھٹ پہ نند لال
چھیڑے گیورے   موہے پنگھٹ پہ
کنکری موہے ماری گگریا پھور ڈاری
ہائے گگریا پھور ڈاری
ہو کنکری موہے ماری گگریا پھور ڈاری
ہائے گگریا پھور ڈاری
ہو گگریا پھور ڈاری
ہاں ہاں موری ساری اناری بھگوئے گیو رے
موری ساری اناری بھگوئے گیو رے
موہے پنگھٹ پہ ہو موہے پنگھٹ پہ نند لال
چھیڑ گیو رے موہے پنگھٹ پہ
نینوں سے جادو کیا جیا را موہ لیا
ہائے جیا را موہ لیا

ہو جیا را موہ یا

آ آ مورا گھونگھٹا بجریوں سے توڑ گیو رے

مورا گھونگھٹا بجریوں سے توڑ گیو رے

موہے پنگھٹ! جی ہاں

موہے پنگھٹ ہاں ہاں

موہے پنگھٹ پہ نند لال چھیڑ گیو رے

" " " " " " "

(سین تبدیل ہوتا ہے)

(نادرا/انارکلی) کیا ہوا ثریّاؔ

ثریّا: محبت ہوگئی ہے آپا ...... تمھیں

(نادرا/انارکلی) دیوانی مجھے کس سے محبت

ثریّا: جنھیں تم سے ہے

(نادرا/انارکلی) ہائے اللہ کون

ثریّا: صاحبِ عالم

(نادرا/انارکلی) چُپ ثریّاؔ

ثریّا: ابھی سے حکومت کرنے لگیں آپ جب ملکہ

بنیں گی۔

(نادرا/انارکلی) ثریا! خُدا کے لئے ایسے خواب نہ دکھا جن کے دیکھنے کی یہ کنیز کبھی جرأت بھی نہیں کر سکتی وہ صاحب عالم ہیں ہندوستان کے ہونے والے شہنشاہ۔

ثریّا: تو کیا ہوا آپا۔ شہنشاہ بے شک ؟ اللہ میاں کے یہاں سے آتے ہیں پر اُن کی ملکائیں تو کہیں سے بھی آ سکتی ہیں۔

(نادرا/انارکلی) نادان زمین کو آسمان سے کیا نسبت۔

ثریّا: پھر کیا بننا چاہتی ہو۔

(نادرا/انارکلی) کنیز

ثریّا: ...... مگر ...... صاحب عالم کی

(نادرا/انارکلی) پھر تُو نے اُن کا نام لیا کہیں کسی نے سن لیا تو غضب ہو جائے گا۔

ثریّا: یہ محبت ہے باجی لوگ آج نہیں تو کل سُنیں گے۔

(نادرا/انارکلی) جانتی ہوں۔

ثریا: پھر بدنامی سے کیوں ڈرتی ہو۔

(نادرا/انارکلی) اپنی بدنامی سے نہیں ڈرتی اُن کی رسوائی نہیں چاہتی۔

ثریّا: وفاؤں کا یہی حال ہے تو ہو چکی تم سے محبتّ ہمت ہے تو اُٹھو چلو میرے ساتھ۔

(نادرا/انارکلی) کہاں ؟

ثریّا: اُن کے سامنے جن کی نگاہیں تمہیں دیکھنے کو بیتاب ہیں۔

(نادرا/انارکلی) اب میں کسی کی نگاہوں کا سامنا نہیں کر سکتی مجھے اس حُجرے میں بند رہنے دو۔

ثریا: تم بند رہو مجھ میں تو اتنی ہمت ہے میں اُن کے سامنے جا سکتی ہوں۔

(نادرا/انارکلی) ثریا نادان! کیا تُو نے حواس کھو دیئے ہیں۔

ثریّا: صاحبِ عالم سے یہی تو پوچھنا ہے کہ لوگ انہیں دیکھ کر حواس کیوں کھو دیتے ہیں۔

(نادرا/انارکلی) ثریا ان کے حضور میں تمنائیں بھی گستاخ نہیں ہونے پاتیں۔

ثریّا: یہ جب کی بات ہے جب اُن کے دل میں خود کوئی تمنا نہ تھی اب محبت نے اتنا ہوش کہاں رکھا ہوگا کہ گستاخیوں کو محسوس کر سکیں۔

(نادرا/انارکلی) ثریّا! ثریّا! ثریّا!

والدہ نادرا: کیا ہوا بیٹی کیوں پکار رہی تھی ثریا کو

(نادرا/انارکلی) اکیلیے میں ڈر لگتا ہے اماں!

درجن: یہاں کیوں آئی ہو۔

ثریّا: آگئی!

درجن: کس کی اجازت سے آئی ہو!

ثریّا: اپنے دل کی!

درجن: جاؤ یہاں سے

ثریا: نہیں جاتی

سلیم: آنے دو درجن!

سلیم: کیا چاہتی ہو

ثریا: میں یہ دیکھنے آئی ہوں کہ لوگ آپ کو دیکھ کے ہوش و حواس کیوں کھو دیتے ہیں۔

سلیم: یہ کس نے کہا۔

ثریا: نادرا آپا نے جس کے ہوش و حواس آپ نے لوٹ لئے ہیں۔

درجن: گستاخ لڑکی!

ثریا: میرا نام ثریّا ہے

سلیم: تمہاری آپا بھی تمہیں ثریّا کہتی ہیں؟

ثریا: پہلے تو کہتی تھیں

سلیم: اور اب

ثریا: اب سب کچھ بھول کے اُن کی زبان پہ صرف ایک ہی نام رہ گیا ہے صاحبِ عالم۔

سلیم: اپنی آپا تک ہمارا یہ پیغام پہنچا دو

درجن: یوں خط کا جانا خطرے سے خالی نہیں صاحبِ عالم

ثریا: محبت کیجئے گا تو دل سے ڈر نکل جائے گا

ثریا: باجی

(نادرا/انارکلی) ہوں

ثریا: اللہ ایسی بھی کیا بے خیالی لو یہ خط

(نادرا/انارکلی) خط کیسا

ثریا: صاحبِ عالم کا

(نادرا/انارکلی) ہائے اللہ!

ثریا: اللہ کو یاد کرو گی تو دوسرا خط آ جائے گا لو
سنبھالو تڑپ رہا ہے۔ شاید اِس میں صاحب
عالم کا دِل ہے۔
اب لے بھی لو۔

(نادرا/انارکلی) نہیں!

ثریا: واہ! دل دینے میں دیر نہیں اور دل لینے میں
اتنی دیر

(خط)

انارکلی: ماہِ رومہ جبیں انارکلی دِلبرُبا دِل نشین انارکلی
ہو یہ معلوم تم کو بادِ سلام غمِ فُرقت سے دِل ہے بے آرام

رات دن تم کو یاد کرتے ہیں آرزو میں تمہاری ......

ثریا: خدا نہ کرے .... مرتے ہیں

(خط)

رات کاٹیں گے انتظار میں ہم ......؟ میں ہم

بند کرکے کنول میں خط کا جواب نہر کی راہ بھیج دینا...........

بھول جانا اے ؟ منتظر ہے جواب خطِ کا سلیم

درجن: کیا انکار ہے

سلیم: ہُوں!

درجن: وجہ!

سلیم: اس لئے کہ وہ ایک کنیز ہے اور میں بدقسمتی سے شہزادہ!

درجن: اور دونوں صورتیں اپنی اپنی جگہ اٹل ہیں۔

سلیم: اور ہم انسان ہیں یہ بھی اٹل ہے۔

(منظر/سین تبدیل ہوتا ہے)

سلیم: عقل تماشا دیکھتی رہی اور عشق ...... کا سہارا لے کر اپنی حد سے آگے بڑھ گیا۔

نادرا/انارکلی) صاحبِ عالم! آفتاب کی روشنی دنیا کے ہر گوشے کو روشن کرتی ہے خود آفتاب نے کیوں تکلیف کی!

سلیم: تاکہ اس ماہتاب/ماہ تاب میں جذب ہو جائے

نادرا/انارکلی) خدا کے لئے صاحبِ عالم شہزادگی کو رُسوا نہ کیجئے آپ آقا ہیں میں کنیز۔

سلیم: میں آج بلندی اور پستی کی یہ دیوار گِرا دینا چاہتا ہوں بیٹھ جاؤ انارکلی!

انارکلی: صاحبِ عالم

سلیم: انار کلی ادھر دیکھو میں تمہاری آنکھوں میں اپنی محبت کا اقرار دیکھنا چاہتا ہوں۔

انارکلی: انہیں نہ دیکھئے شہزادے ان میں کنیز کی سہمی ہوئی حسرتوں کے سوا اور کچھ نہیں۔

سلیم: بھول جاؤ کہ تم ایک کنیز ہو اور سلیم کو اپنی آنکھوں میں وہ دیکھ لینے دو جو تمہاری زبان کہتے ہوئے ڈرتی ہے۔

انارکلی: میری آنکھوں سے میرے خواب نہ چھینئے
شہزادے میں مر جاؤں گی۔

سلیم: انار کلی میں ان خوابوں کو حقیقت میں بدل
دوں گا۔

والدہ نادرا: نادرا! بیٹی تم کہاں ہو؟

سلیم: صاحبِ عالم

انارکلی: انہیں دیکھ لینے دو

سلیم: یہ کنیز...... آپ کا...... برداشت کر سکتی ہے
آپ کی رسوائی نہیں

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

انارکلی: یالسانِ الغیب بتایئے اب کیا ہوگا
دل میں ....

ثریّا: اس فال کا مطلب کیا ہے باجی

انارکلی: اس کا مطلب اے دل والو!
دل میرے ہاتھ سے چلا
کہیں دل میں چھپا ہوا درد زمانے یہ ظاہر

نہ ہو جائے۔

ثریّا: خدا جانے تمہیں کیا ہوگیا ہے اکیلے میں تمہارا جی بھی نہیں گھبراتا سب تمہیں پوچھتے ہیں اُٹھو چلو میرے ساتھ۔

انارکلی: نہیں ثریا میں ڈرتی ہوں کہیں زمانے کی نگاہیں میرے سوچنے کا راز میرے چہرے سے نہ پڑھ لیں۔

والدہ نادرا: نادرا! نادرا! نادرا! تم یکایک اس طرح گم سم کیوں ہوگئیں بیٹا کہیں آنا جانا لوگوں سے ملنا جلنا اگر چھوڑ بیٹھے گی تو لوگ کہیں گے خطاب کے سرفراز ہوتے ہی مغرور ہوگئی۔

انارکلی: اللہ! مجبور کو مغرور کون کہے گا۔

بہار: دشمنوں کی زبان کہیں روکی جاتی ہے محلوں کی کہانیاں تم کیا جانو۔

والدہ نادرا: آؤ بہار ذرا اسے بھی اپنے ساتھ رکھا کرو۔

بہار: آپ فکر نہ کریں میں اسے اپنے ساتھ لے

جانے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔

والدہ نادرا: جیو بیٹا تو پھر سنبھالو اِسے میں چلی۔

بہار: انارکلی تمہارا نیا نام کتنا خوبصورت ہے۔

انارکلی: ہاں جیسے جلتے اور بکھرتے ہوئے موم کا خوبصورت نام شمع ہے۔

بہار: جب شمع بن چکی ہو تو پَروانوں سے کیوں دامن بچاتی ہو۔

انارکلی: کیسے پروانے۔

بہار: جیسے ہم کبھی اپنے حُجرے سے ہماری محفل میں بھی آؤ۔

انارکلی: محفل!

بہار: آج کی رات ہم نے بیت بازی کی محفل آراستہ کی ہے کیا ہی اچھا ہوگا ایک طرف تم ہوگی۔

انارکلی: اور

بہار: اور ایک طرف میں

انارکلی: اور

بہار: اور ہماری ہار جیت کا فیصلہ صاحب عالم کے اختیار میں ہوگا۔

(گانا)

انارکلی: آ آ " " " "

بہار: ہاں ہاں

انارکلی: تیری محفل میں قسمت آزما کر ہم بھی دیکھیں گے
گھڑی بھر کو تیرے نزدیک آ کر ہم بھی دیکھیں گے
" " " " " " " " "

بہاریں آج پیغامِ محبت لے کے آئی ہیں
بڑی مدت میں اُمیدوں کی کلیاں مسکرائی ہیں
بڑی مدت میں اجی ہاں
آ آ بڑی مدت میں اُمیدوں کی کلیاں مسکرائی ہیں
غم دل سے ذرا دامن بچا کر ہم بھی دیکھیں گے
اجی ہاں ہم بھی دیکھیں گے
آ آ اگر دِل غم سے خالی ہو تو جینے کا مزا کیا ہے

نہ ہو خونِ جگر تو اشک پینے کا مزا کیا ہے
نہ ہو خون جگر ہاں ہاں

" " " " " " " " "

محبت میں ذرا آنسو بہا کر ہم بھی دیکھیں گے

" " " " " " " " "

تیری محفل میں قسمت آزما کر ہم بھی دیکھیں گے
اجی ہاں ہم بھی دیکھیں گے
آ آ محبت کرنے والوں کا ہے بس اتنا ہی افسانہ
تڑپنا چپکے چپکے آہ بھرنا گھُٹ کے مر جانا
تڑپنا چپکے اجی ہاں آ آ

" " " " " " " " "

کسی دن یہ تماشا مسکرا کر ہم بھی دیکھیں گے

" " " " " " " " "

تیری محفل میں قسمت آزما کر ہم بھی دیکھیں گے
اجی ہاں ہم بھی دیکھیں گے
محبت ہم نے مانا زندگی برباد کرتی ہے

یہ کیا کم ہے کہ مر جانے پہ دُنیا یاد کرتی ہے
یہ کیا کم ہے اجی ہاں ہاں
" " " " " " " " "

کسی کے عشق میں دُنیا لٹا کر ہم بھی دیکھیں گے
" " " " ہاں ہاں ہاں
تیرے قدموں پہ سر اپنا جُھکا کر آ آ
گھڑی بھر کو تیرے نزدیک آ کر آ آ
تیری محفل میں قسمت آزما کر ہم بھی دیکھیں گے
اجی ہاں ہم بھی دیکھیں گے
" " " " " " " " " "

سلیم: محبت کرنے والوں کا ہے بس اتنا ہی افسانہ
تڑپنا چپکے چپکے، آہ بھرنا، گھُٹ کے مر جانا
کس دن یہ تماشا مُسکرا کر ہم بھی دیکھیں گے
تمہارا خیال اس پھول کا مستحق ہے
تمہارا نظریہ ہے انارکلی!
محبت ہم نے مانا زندگی برباد کرتی ہے

یہ کیا کم ہے کہ مر جانے پہ دُنیا یاد کرتی ہے
کس کے عشق میں دُنیا لُٹا کر ہم بھی دیکھیں گے
تمہارے حصے میں یہ کانٹے آئے ہیں!

انارکلی: زہے نصیب! کانٹوں کو مرُجھانے کا خوف نہیں ہوتا۔

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

اکبر: مان سنگھ یہ کیا ہے؟

مان سنگھ: صوبہء اجمیر کے بندوبست کے کاغذات مہابلی کے حضور میں

اکبر: ہمارے حضور میں

مان سنگھ: جی ہاں

اکبر: کیا مان سنگھ کو معلوم نہیں کہ ہم اجمیر کا صوبہ ولی عہد سلطنت کوعطا کر چکے

مان سنگھ: معلوم ہے مہابلی

اکبر: پھر یہ کاغذات

مان سنگھ: مجبوراً یہاں لایا ہوں اگر اب ان پر حکم

جاری نہ کیا گیا تو صوبے میں بدامنی پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔

اکبر: نوبت یہاں تک پہنچ گئی اور آپ نے شہزادے کو اُس کی ذمہ داری کا احساس نہیں دلایا۔

مان سنگھ: شہزادے کے سامنے کاغذات کئی بار پیش کیے جا چکے ہیں لیکن

اکبر: لیکن کیا مان سنگھ

مان سنگھ: میں شہزادے کی لاپرواہی کا سبب معلوم نہیں کر سکا۔

اکبر: مگر ہم معلوم کریں گے درجن! جاؤ اور صوبہء اجمیر کے حاکم کو ہمارا پیغام دو کہ اِن کاغذات پر فوراً احکام جاری کیے جائیں اور اُس سے کہو کہ ہم اس کوتاہی اور لاپرواہی کا سبب معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

(منظر بدلتا ہے)

ثریّا: یہ بھی کہہ دوں گی۔

سلیم: اور یہ بھی کہہ دینا کہ تمہارے بغیر سلیم کی زندگی ایک اندھیری رات ہے۔

ثریّا: اور

سلیم: اور یہ بھی کہ تمہارے تصور میں سلیم اپنے آپ کو بھولتا جا رہا ہے۔

ثریّا: اور

سلیم: اور ایک پیغام ہے ثریا!

درجن: اور مہابلی کا یہ پیغام ہے کہ اِن کاغذات پر فوراً احکام جاری کیئے جائیں۔

سلیم: درجن کیا ہم سے دُشمنی ہے جو اِس وقت یہاں آئے ہو۔

درجن: آپ سے دوستی ہے شہزادے

ثریّا: دوستی کا نشانہ کسی اور کو بنایئے شاید آپ کو بھی پیغام آنے لگیں۔

درجن: خاموش لڑکی

ثریا: میرا نام ثریا ہے آپ بھولتے بہت ہیں۔

درجن: صاحبِ عالم میں مہابلی کی آنکھوں میں شعلے دیکھ کر آ رہا ہوں اب یہ خطرناک کھیل ختم کیجئے ورنہ دُنیا والوں کی زبان پر آپ کے یہ افسانے آنے لگیں گے۔

(گانا)

اے عشق یہ سب دُنیا والے

اے عشق یہ سب دنیا والے بے کار کی باتیں کرتے ہیں

بے کار کی باتیں کرتے ہیں

پائل کے غموں کا علم نہیں

" " " " " "

جھنکار کی باتیں کرتے ہیں

" " " " " "

اے عشق یہ سب دُنیا والے

ہر دل میں چھپا ہے تیر کوئی

ہر پاؤں میں ہے زنجیر کوئی
پوچھے کوئی اِن سے غم کے مزے
" " " " " " "

جو پیار کی باتیں کرتے ہیں
" " " " " "

اے عشق یہ سب دنیا والے
اُلفت کے نئے دیوانوں کو
کس طرح سے کوئی سمجھائے
" " " " " "

نظروں پر لگی ہے پابندی
" " " " " "

دیدار کی باتیں کرتے ہیں
" " " " " "

اے عشق یہ سب دُنیا والے
بھونرے ہیں اگر مدہوش تو کیا
پروانے بھی ہیں خاموش تو کیا

سب پیار کے نغمے گاتے ہیں

"　"　"　"　"　"

سب یار کی باتیں کرتے ہیں

"　"　"　"　"　"

اے عشق یہ سب دُنیا والے بے کار کی
باتیں کرتے ہیں

"　"　"　"　"　"　"　"

سلیم: زندگی کا رنگین پہلو ختم ہوا لاؤ اب اس پر
بھی غور کریں۔

ثریّا: آپا! آپا!

انارکلی: تجھے کیا ہو گیا ہے ثریّا!

ثریّا: تم میری طرف دیکھتی کیوں نہیں مجھ سے پوچھتی
کیوں نہیں کہ میں کہاں سے آ رہی ہوں۔

انارکلی: تجھے تُو معلوم ہے ثریا تیری دیوانی آپا اپنے
خیالوں میں گم رہتی ہے۔

ثریّا: تو پھر رہو اپنے خیالوں میں گم مجھے فرصت

نہیں میں کسی کی میں جا رہی ہوں۔

انارکلی: اری ٹھہر تو وہ ملے تھے ؟

ثریّا: ہاں ملے تھے۔

انار کلی: کیا کہہ رہے تھے؟

ثریّا: آپا تم کیسی دیوانی ہو مطلب کی بات خوب سمجھتی ہو جاؤ میں نہیں بتاتی۔

انارکلی: تجھے میری قسم تُو میرا جنازہ اُٹھائے

ثریّا: صاحبِ عالم مجھے باغ میں ملے تھے۔

انارکلی: پھر

ثریّا: چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ رات بھر سوئے نہیں مجھے دیکھ کر مسکرائے اور پوچھنے لگے تمہاری آپا کیسی ہیں۔

انارکلی: پھر؟

ثریّا: پھر میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر خود ہی کہنے لگے کہہ دو ثریّا کہ میری طرح اُن کی بھی یہی حالت ہوگی۔

انارکلی: تُو نے کیا کہا؟

ثریّا: میں نے کہہ دیا اور انہوں نے بڑھ کر میری پیشانی چوم لی۔

انارکلی: پھر کیا ہوا؟

ثریّا: اور کہنے لگے اپنی آپا سے کہہ دو آج شام کو جب تان سین اپنی راگنی چھیڑے تو آ کے مجھ سے مغربی پشت میں ملیں۔

انارکلی: یہ پیشانی چوم کے تم شرما کیوں گئیں آپا میں بھول گئی تھی۔

ثریّا: کتنی مزے کی بھول مگر صاحبِ عالم نے میری پیشانی دوبار چومی تھی۔

(راگ۔ تان سین)

انارکلی: صاحب عالم شاید کوئی دیکھ رہا ہے۔

سلیم: جس گستاخ نے اِس وقت یہاں آنے کی جرات کی ہے وہ ہمارے محل میں حاضر ہو۔

بہار: کنیز حاضر ہے۔ کنیز کو خنجر کی نافرمانی پر

حیرت ہے اور اپنی بدنصیب زندگی سے شکایت ہے صاحبِ عالم گستاخ خنجر کو سُرخرو ہونے کا ایک موقع اور دیجئے کنیز کے سینے میں کافی خون ہے۔

سلیم: بہار شمع کے سینے میں کیا ہوتا ہے۔

بہار: رات کی خاموش داستانیں اور کچھ راز۔

سلیم: اور یہی سبب ہے کہ صبح ہوتے ہی ہر شمع ہمیشہ کیلئے خاموش کر دی جاتی ہے۔

بہار: صاحبِ عالم

سلیم: تم نے بھی ایک راز جاننے کی کوشش کی ہے تمہیں بھی خاموش کرنے کی یہی صورت ہوگی اب تم جا سکتی ہو۔

(منظر بدلتا ہے)

بہار: انار کی کلیاں! آجکل محل کے چمن میں انار کی اِن کلیوں پر بہار ہے جو اب تک ظلِ الٰہی کی نگاہوں سے محروم ہیں۔

اکبر: ہوں! انارکلی بھی ہماری باریابی سے محروم رہی ہمارا تھکا ہوا دِماغ شاید اس کے دلکش رقص سے آرام محسوس کرے اسے حاضر کرو۔

بہار: وہ اس وقت حاضر نہیں ہو سکتی۔

اکبر: سبب ؟

سلیم: سلیم کے پہلو میں انارکلی ہندوستان کی ملکہ ہوگی۔

انارکلی: پاؤں کی خاک کو سر کا تاج نہ بنایئے۔

سلیم: وہ بن چکا انارکلی! میں دیکھ رہا ہوں، اکبرِ اعظم کا ہندوستان تمہارے اختیار میں ہو گا

انارکلی: خدا کے لئے ....

سلیم: ہندوستان کے انسانوں کی تقدیریں تمہارے گیسوؤں کے حلقے میں گھر جائیں گی انارکلی! اور پھر تم جدھر مڑ کر دیکھو گی، ہزاروں تقدیریں کانپتی رہیں گی، مستقبل لرزتے رہیں گے ....

دربان: (جنبش مکن! ہشیار باش)

انارکلی: ظلِّ الٰہی! نہیں نہیں شہزادے! ظلِ الٰہی کی نگاہوں میں اتنی بڑی جرات نہیں کر سکتی مجھے جانے دیجئے ....

دربان: ظلِّ الٰہی تشریف لا رہے ہیں۔

انارکلی: اگر ظلِّ الٰہی نے مجھے یہاں دیکھ لیا تو انارکلی کی قبر آپ کی آغوش میں بن جائے گی۔

سلیم: محبت جو ڈرتی ہو وہ محبت نہیں عیاشی ہے گُناہ ہے!

(منظر بدلتا ہے)

سلیم: کہاں ہیں وہ!

جودھابائی: کون؟

سلیم: اکبرِ اعظم جن کے حکم سے خدا کی بخشی ہوئی سانسیں بھی سینے میں گھونٹ دی جاتی تھیں۔

جودھابائی: ادب سے بات کرو سلیم!

سلیم: ایک بے رحم شہنشاہ کے قید خانے میں سلیم کی انارکلی دَم نہیں توڑے گی مجھے اس پر اُن کی مُہر چاہیئے۔

جودھابائی: انارکلی آزاد نہیں کی جائے گی۔

سلیم: کیوں نہیں کی جائے گی!

جودھابائی: خاموش! ایک شہزادے کو اپنا فرض نہیں بھولنا چاہیئے۔

سلیم: وہ کونسا فرض ہے جو محبت کو بھی سینے میں کچل سکتا ہے۔

جودھابائی : مہابلی کا حکم تمہارا فرض ہے۔

سلیم: یہ فرض تو نہیں ایک شہنشاہ کے محل میں پیدا ہونے کی سزا ضرور ہے۔

جودھابائی: لیکن ہماری بخشی ہوئی یہ عظیم الشان سزا تجھے بھُگتنی ہوگی۔

سلیم: تو پھر معصوم انارکلی کو بھی قید کرنے کی بجائے یہی عظیم الشان سزا دیجیئے!

جودھابائی: ہمارے فیصلوں پر تجھے کوئی اختیار نہیں!

سلیم: لیکن مجھے اپنی جان پر اختیار ہے اگر انارکلی آزاد نہ کی گئی تو قید خانہ کی یہ رات انارکلی کو نہیں اکبرِ اعظم کی ساری زندگی کے منصوبوں پر بھاری گزرے گی۔

(گانا)

انارکلی: محبت کی جھوٹی کہانی پہ روئے
کہانی پہ روئے
بڑی چوٹ کھائی جوانی پہ روئے
جوانی پہ روئے
محبت کی جھوٹی کہانی پہ روئے
نہ سوچا نہ سمجھا نہ دیکھا نہ بھالا
تیری آرزو نے ہمیں مار ڈالا
تیرے پیار کی مہربانی پہ روئے
روئے
محبت کی جھوٹی کہانی پہ روئے

بڑی چوٹ کھائی جوانی پہ روئے
جوانی پر روئے
خبر کیا تھی ہونٹوں کو سینا پڑے گا
محبت چھپا کر بھی جینا پڑے گا
جئے تو مگر زندگانی پہ روئے
روئے
بڑی چوٹ کھائی جوانی پہ روئے
جوانی پہ روئے
محبت کی جھوٹی کہانی پہ روئے
کہانی پہ روئے

کوئی دربان: حکم ہوا ہے کہ انارکلی دیوانِ خاص میں حاضر ہو۔

اکبر: ہمیں یقین ہے، قید خانے کے خوفناک اندھیروں نے، تیری آرزوؤں میں وہ چمک باقی نہ رکھی ہوگی، جو کبھی تھی۔

انارکلی: قید خانے کے اندھیرے کنیز کی آرزوؤں کی

روشنی سے کم تھے۔

اکبر: اندھیرے اور بڑھا دیئے جائیں گے۔

انارکلی: آرزوئیں اور بڑھ جائیں گی۔

اکبر: اور بڑھتی ہوئی آرزوؤں کو کچل دیا جائے گا

انارکلی: اور ظلِّ الٰہی کے انصاف؟

اکبر: ہم ایک لفظ سننا نہیں چاہتے اکبر کا انصاف اس کا حکم ہے، تجھے سلیم کو بھولنا ہوگا۔

انارکلی: بھولنا ہوگا؟

اکبر: یقیناً! اور صرف اتنا ہی نہیں اُسے یہ بھی یقین دلانا ہوگا کہ تجھے اس سے کبھی محبت نہیں تھی۔

انارکلی: جو زبان اُن کے سامنے محبت کا اقرار تک نہ کرسکی وہ انکار کیسے کرے گی۔

اکبر: تجھے سلیم پر ظاہر کرنا ہوگا کہ تیری محبت جھوٹی تھی ایک کنیز نے ہندوستان کی ملکہ بننے کی آرزو کی اور محبت کا خوبصورت بہانہ ڈھونڈ

لیا۔

انارکلی: یہ سچ نہیں ہے! خدا گواہ ہے یہ سچ نہیں ہے! یہ سچ نہیں ہے!

اکبر: لیکن تجھے ثابت کرنا ہوگا کہ یہی سچ ہے۔

انارکلی: پروردگار مجھے اتنی ہمت عطا فرما کہ میں صاحبِ عالم سے بے وفائی کر سکوں .... کنیز ظلِّ الٰہی کا حکم بجالانے کی کوشش کرے گی۔

اکبر: کوشش نہیں، تعمیل ہوگی! .... اِسے آزاد کر دیا جائے۔

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

بہار: ثریّا

(گانا)

ہمیں کاش تم سے محبت نہ ہوتی

" " " " " " "

کہانی ہماری حقیقت نہ ہوتی

ہمیں کاش تم " "

نہ دِل تم کو دیتے نہ مجبور ہوتے

نہ دُنیا، نہ دُنیا کے دستور ہوتے

قیامت سے پہلے قیامت نہ ہوتی

ہمیں کاش تم " " "

ہمیں بڑھ گئے عشق میں حد سے آگے

زمانے نے ٹھوکر لگائی تو جاگے

اگر مر بھی جاتے تو حیرت نہ ہوتی

ہمیں کاش تم سے " "

تمھیں پھونک دیتے نشیمن ہمارا

محبت پہ احسان ہوتا تمہارا

زمانے سے کوئی شکایت نہ ہوتی

ہمیں کاش تم سے محبت نہ ہوتی

" " " " " " "

درجن: صاحبِ عالم پہلے کبھی کسی نے اکبرِ اعظم کو
اپنے اٹل فیصلوں سے پلٹتے نہیں دیکھا انارکلی

کی آزادی شہنشاہ کی شکست ہے۔

سلیم: یہ شکست نہیں! ثبوت ہے اس بات کا درجن کہ شہنشاہ کے سینے میں ایک درد مند انسان کا دل بھی ہے۔

آج پہلی بار میں یہ محسوس کر رہا ہوں صرف ہندوستان کا ولی عہد ہی نہیں ایک رحمدل باپ کا بیٹا بھی ہوں انہوں نے انار کلی کو آزاد کر کے میری محبت پہ احسان کیا ہے۔

بہار: آپ کی محبت پر نہیں صاحبِ عالم! نے کسی کی بے وفائی پر احسان کیا ہے۔

سلیم: کس کی بے وفائی۔

بہار: ان زنجیروں سے پوچھیئے۔

سلیم: ہم تم سے پوچھتے ہیں۔

بہار: آپ کی انارکلی کی نازک کلائیاں قید خانے کی بھاری زنجیروں کا بوجھ نہیں اُٹھا سکیں اور اُس نے اِن کے بدلے ظلِّ الٰہی سے سونے کے

کنگن لے لئے۔

سلیم: اس کا ثبوت!

بہار: انار کلی کی آزادی، انعام میں جاگیریں، آج رات جشنِ نوروز میں اُس کا ناچ اور ناچ کے بعد محل سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہونے کا اقرار۔

کوئی کنیز: صاحب عالم تشریف لا رہے ہیں۔

سلیم: تخلیہ! ...... تم یہیں ٹھہرو، آخر کار، اکبرِ اعظم کی گرم نگاہوں سے وہ موم پگھل گیا جس کی تُو بنی ہوئی تھی اور اُس کے ساتھ تیری محبت کا وہ کاغذی زیور بھی جل کر خاک ہوگیا جسے تُو پہن کر میرے سامنے گاتی پھرتی تھی، انارکلی! جسے قید خانے کی ایک ہی کھٹن رات کے اندھیرے نے کھا لیا، دغا باز کنیز! تُو انارکلی نہیں تُو اُس کا نام چرا کر قیدخانے سے بھاگ آئی ہے تُو میری انارکلی نہیں۔

انارکلی: ہاں شہزادے میں آپ کی وہ انارکلی نہیں۔

سلیم: یقیناً نہیں! اکبر کی بزدل لونڈی، تُو سلیم کی محبوبہ نہیں، تُو ایک جھوٹی قَسم تھی جو میرا ایمان بدل گئی، تو ایک شرمناک بدنامی کا وہ داغ تھی جو میرے دامن پر لگا اور دُھل گیا

(جنبش مکن، ہوشیار باش، ملکہء ذی شان، زینتِ تختِ ہندوستان مہارانی جودھابائی نازشِ لوح و قلم، ولی عہدِ سلطنت صاحبِ عالم شہزادہ نورالدّین محمد سلیم سجدے میں......تمام......پیش بادشاہ رہے ظلِّ الٰہی شہنشاہ، عالم پناہ جلال الدّین محمد اکبر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

(راگ اور رقص)

(گانا)

انسان کسی سے دُنیا میں اک بار محبت کرتا ہے
اس درد کو لے کر جیتا ہے اس درد کو لے کر مرتا ہے
پیار کیا تو ڈرنا کیا ! جب پیار کیا تو ڈرنا کیا !

پیار کیا کوئی چوری نہیں کی

" " " " " "

چھپ چھپ آہیں بھرنا کیا

جب پیار کیا " " "

آج کہیں گے دل کا افسانہ، جان بھی لے لے چاہے زمانہ

" " " " "

موت وہی جو دنیا دیکھے

" " " " "

گھُٹ گھُٹ کر یوں مرنا کیا

جب پیار کیا تو ڈرنا کیا

پیار کیا تو " " "

جب " " " "

اُن کی تمنا دل میں رہے گی شمع اِس محفل میں رہے گی

اُن کی تمنا دل " " "

عشق میں جینا، عشق میں مرنا

عشق " " " "

اور ہمیں اب کرنا کیا

جب پیار کیا تو ڈرنا کیا

پیار کیا تو " " " "

جب " " " " "

چُھپ نہ سکے گا عشق ہمارا چاروں طرف ہے ان کا نظارہ

چُھپ نہ سکے " " " " " "

پردہ نہیں جب کوئی خدا سے

پردہ " " " " "

بندوں سے پردہ کرنا کیا

جب پیار کیا تو ڈرنا کیا

اکبر: یہ تیری بے خوف محبّت، یہ رقص، یہ دلچسپ اندازِ بیان یقیناً ہمارے انعام کے مستحق ہیں۔

انارکلی: ظلِّ الٰہی! ظلِّ الٰہی کی فراخ دلی سے کنیز کو یہی اُمید تھی۔

اکبر: داروغہء زندان! اِس بے باک لونڈی کو لے جاؤ اور قید خانے کے اندھیروں میں غرق کر دو۔

(گانا)

جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔
پیار کیا کوئی چوری نہیں کی چھُپ چھُپ آہیں
بھرنا کیا۔
جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔

اکبر: تخلیہ!
تمہاری موجودگی نافرمانی کی دلیل ہے۔

سلیم: انارکلی قید کر لی گئی اور میں دیکھتا رہا!

اکبر: اور تم کر بھی کیا سکتے تھے!

سلیم: ایک عظیم الشّان شنہشاہ کے سامنے کوئی کر بھی کیا سکتا ہے مگر آج ظلِّ الٰہی کو اپنے ظلم اور میرے ضبط کی ایک حد مقرر کرنی ہوگی۔

اکبر: اگر تمہاری آرزو ایک کنیز ہے، ایک باندی ہے تو ساری زندگی اسی طرح ضبط کرنا ہوگا۔

سلیم: کیا! پروردگارِ عالم سے آپ نے مجھے اسی لئے مانگا تھا کہ زندگی مجھے ملے اور اُس کے

مالک آپ ہوں سانسیں میری ہوں اور دل
کی دھڑکنوں پر آپ کا قبضہ رہے ظلِّ الٰہی!
کیا میری زندگی آپ کی دُعاؤں کا قرضہ ہے
جو مجھے اپنے آنسوؤں سے ادا کرنا پڑے گا۔

اکبر: سلیم ! انارکلی تمہارے قابل نہیں۔

سلیم: یوں نہیں، ایک لاڈلے بیٹے کے باپ بن کر
مجھے اپنے کلیجے سے لگا لیجئے اور انہیں پیار
بھری نظروں سے دیکھئے جن سے پہلی بار
آپ نے مجھے دیکھا تھا، مجھے ہندوستان کا
شہزادہ نہیں اپنا بیٹا سمجھئے، اور پھر کہئے کہ
انارکلی میرے قابل نہیں۔

اکبر: ہم ایک لاڈلے بیٹے کے شفیق باپ ضرور
ہیں، مگر ہم شہنشاہ کے فرض کو نظر انداز نہیں
کر سکتے، ہم اپنے بیٹے کے دھڑکتے ہوئے
دل کے لئے ہندوستان کی تقدیر نہیں بدل
سکتے۔

سلیم: تقدیریں بدل جاتی ہیں، زمانہ بدل جاتا ہے، ملکوں کی تاریخ بدل جاتی ہے ، شہنشاہ بدل جاتے ہیں، مگر اس بدلتی ہوئی دنیا میں محبت جس انسان کا دامن تھام لیتی ہے، وہ انسان نہیں بدلتا۔

اکبر: مگر تجھے بدلنا ہوگا، سلیم! تجھے بدلنا ہوگا

(منظر بدلتا ہے)

درجن: جس باپ کا یہ منصوبہ ہو کہ اس کے فرزند کے قدموں میں بڑے بڑے بادشاہوں کے تاج ٹھوکریں کھائیں گے اور جو بادشاہ یہ سوچ رہا ہو کہ اس کے ولی عہد کا قدم عنقریب بڑی بڑی حکومتوں کے سینوں پر رکھا جائے گا اُس باپ نے اپنے بیٹے کو اور اُس بادشاہ نے اپنے ولی عہد کو ایک کنیز کے حسن کی چوکھٹ پر جھکا ہوا دیکھا ہے صاحبِ عالم! مہابلی کے بلند ارادوں پر اچانک بجلی

گری ہے اور اِس صدمے سے مغل ...... کا
تخت ان کے زانوں کے نیچے ہل گیا ہے
جب تک وہ سنبھل نہ جائیں ضبط کیجئے۔

سلیم: ضبط میں کروں جس کی دنیا ویران کر دی گئی
اور ضبط وہ نہ کریں جن کے صرف شوق کی
بادشاہت کو ٹھیس لگی ہے۔

درجن: نہیں شہزادے یہ بات نہیں۔

سلیم: نہیں یہ تمہارے مہابلی کی بادشاہی نہیں خدائی
ہے کہ وہ دلوں پر بھی پہرہ لگا دینا چاہتے
ہیں کیا محبت کیلئے بھی اجازت اور حکم کا
فرمان چاہئے۔

والدہ نادرا: میری نادرا کو بچایئے صاحبِ عالم! میری نادرا
کو بچایئے صاحبِ عالم! میری نادرا کو بچایئے۔
صاحبِ عالم! میری نادرا کو بچایئے۔
میری لاڈلی قید خانے کی دیواروں سے سر ٹکرا
کر جان دے دے گی۔

سلیم: تو اگر وہ مر جائے گی تو یہ ہندوستان، ہندوستان نہیں رہے گا، یہ ہندوستان ایک مقبرۂ عظیم بن جائے گا۔ اس میں مغل سلطنت کی لاش دفن ہوگی اور اگر قید خانے کا دَر نہ کُھلا تو قید خانے کی دیواروں کو گرنا ہوگا۔

بہار: قید خانے کے بھاری دروازے تلواروں سے نہیں تدبیروں سے کھلا کرتے ہیں۔

سلیم: بہار!

بہار: کنیز اپنے .... سے مجبور ہے۔

سلیم: چلو یہاں سے

انار کلی: کہاں ؟

سلیم: اکبرِ اعظم کی بادشاہت سے دور

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

اکبر: سلیم کی بڑھتی ہوئی گستاخیوں کو حراست میں لے لیا جائے۔

جودھابائی: سلیم! مہابلی کا سامنا ہے ایک لونڈی کے

لئے؟

سلیم: نہیں! اُس کے لئے جو میرے عہد میں مغرور مغلوں کی آبرو اور ہندوستان کی ملکہ بنے گی۔

جودھابائی: ہر گز نہیں! خود دار مغلوں کی آبرو اتنی ہلکی نہیں کہ ایک ناچیز لونڈی کے برابر تُل جائے، اور ہمارا ہندوستان کوئی تمہارا دل نہیں کہ لونڈی جس کی ملکہ بنے۔

سلیم: تو میرا دل بھی کوئی آپ کا ہندوستان نہیں جس پر آپ حکومت کریں۔

جودھابائی: تمہارے دل پہ ہمارا کوئی اختیار نہیں لیکن خود تم پر ہمارا ادھیکار ضرور ہے، آخر تم ہماری اولاد ہو۔

سلیم: ہاں ! میں آپ کی اولاد ہوں مگر مجھ پر ظلم ڈھاتے ہوئے آپ کو ذرا یہ سوچنا چاہیئے کہ میں آپ کے جگر کا ٹکڑا ہوں کوئی غیر یا

کوئی غلام نہیں۔

جودھابائی: نہیں سلیم! نہیں تم ہماری برسوں کی پراتھناؤں کا پھل ہو، ہماری زندگی بھر کا سرمایہ ہو، ہمارے لاڈلے ہو مگر یہ راج نیتی ہے تُم اس میں ہماری ممتا کو آواز نہ دو، ہماری گردن میں اپنی محبت کی زنجیر ڈال کر ہمیں ہمارے فرض کے دائرے سے باہر نہ کھینچو ہماری ذمہ داری اور اپنے مرتبے کا لحاظ کرو ہندوستان کے چاند رسوائی اور بدنامی کے گرہن میں نہ آؤ، انارکلی کو اپنے دل سے نکال دو، میں تمہیں اپنے دودھ کا واسطہ دیتی ہوں۔

سلیم: آپ اپنے دودھ کا مجھ سے معاوضہ مانگتی ہیں

جودھابائی: نہیں سلیم! نہیں

سلیم: تو پھر یوں نہیں وہ آپ کا دودھ جو خون بن کر میری رگوں میں جی رہا ہے کہیے تو وہ سب آپ کے قدموں میں بہادوں مگر

مجھے سے اُس کا سُود وصول نہ کریں۔

جودھابائی: چندا! تم جو کچھ کہہ رہے ہو سمجھ نہیں رہے۔

سلیم: سمجھ رہا ہوں مجھے اپنے قیمتی ہندوستان میں سے ایک ذرّہ تک نہ دیں مگر انارکلی مجھے بھیک میں دے دیں میں مہارانی جودھا کے جان و مال کا صدقہ اور شہنشاہ اکبر کی سلطنت کی خیرات مانگتا ہوں۔

جودھابائی: سلیم! سلیم یہ آنسو، یہ جودھا کی ساری جان اور مہابلی کی زندگی ہے جو پگھل کر تمہاری آنکھوں سے ٹپک جانا چاہتی ہے، اِن آنسوؤں کو روکو، انارکلی تمہیں مل جائے گی۔

اکبر: ہر گز نہیں شہنشاہ .... بدنامی نہیں بخشی جائے گی، ہمارا حکم ہے سلیم کو جنگ کے مورچے پر دکن روانہ کر دیا جائے۔

مان سنگھ: میدانِ جنگ میں تلوار سپاہی کے ہاتھ میں دی جاتی ہے مایوس عاشق کے ہاتھ میں نہیں

شہزادے کی جان خطرے میں نہ ڈالئے۔

اکبر: ایک کنیز کے عشق میں سر ٹکرا ٹکرا کے جینے سے میدانِ جنگ کی موت بہتر ہے۔

جودھابائی: ٹھہریئے! ہمارا سلیم جنگ پر نہیں جائے گا۔

اکبر: ہمارا حکم اندھی ممتا کا محتاج نہیں۔

جودھابائی: لیکن، سلیم کا محتاج ہے۔

اکبر: مہارانی!

جودھابائی: اگر آج یہ دیکھنا ہے کہ شہنشاہ کا حکم ٹھکرایا بھی جا سکتا ہے تو سلیم کو حکم سنا کر دیکھئے

اکبر: اُس کے دل میں ہماری یہ قدر ہے ؟

جودھابائی: سلیم کے دل میں اپنی محبت کا اندازہ اُس کی موجودہ حالت سے نہ لگایئے یہ طوفان آرام سے گزر جانے دیجئے پھر دیکھئے سلیم کیا بن جاتا ہے۔

اکبر: اور یہ طوفان کس طرح گزرے گا ؟

جودھابائی: اُسے انارکلی دے دیجئے انارکلی کو اپنا بنا کر

سلیم ہمارا بن جائے گا۔

اکبر: اپنی اولاد کو اپنا بنانے کے لئے ہمیں ایک کنیز کا احسان اُٹھانا ہوگا۔

جودھابائی: اولاد کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا۔

اکبر: آپ ماں ہیں، صرف ماں

جودھابائی: اور آپ شہنشاہ ہیں ، صرف شہنشاہ

اکبر: بے شک، مان سنگھ حکم کی تعمیل ہو۔

کوئی دربان: (اس فرمانِ شاہی کی رُو سے فرزندِ ارجمند اور ولی عہدِ سلطنت .... بادشاہی و بختیاری چراغِ خاندانِ شوکت و تاجداری نورالدّین محمد سلیم کل علی الصّبح شاہی محل چھوڑ دیں اور مستعد اور تیار لشکرِ جرار لے کر دکن کی طرف کوچ فرمائیں لہذا ولی عہدِ سلطنت)

سلیم: لے جاؤ اِس .... اکبرِ اعظم کا ولی عہد نہیں

درجن: شہزادے .... کا انتظار کریں ....
شہزادے کیا یہ نادانی نہ تھی۔

سلیم: تھی اور اب یوں ہی ہوگا ....

.... گستاخی اور نافرمانی ہوگی۔

درجن: آپ کو ایسی نادانی نہیں کرنے دی جائے گی یہ وقت ہٹ دھرمی اور جھنجھلاہٹ کا نہیں۔

سلیم: ہٹ دھرمی وہ کر رہے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اِس وقت میرے زخموں کو مرہم کی ضرورت تھی پھر بھی انہوں نے میرے لئے لشکر بھیجا ! اگر وہ سمجھ رہیں ہیں کہ اپنے رعب داب سے مجھے دبا لیں گے تو یہ غلط ہے۔

درجن: اگر صاحبِ عالم نے اُن کے حکم کی تعمیل نہ کی تو اکبرِ اعظم کا جلال یہ توہین برداشت نہ کر سکے گا اور صاحبِ عالم یہ ضد انارکلی کی موت کا بہانہ بن جائے گی۔

سلیم: وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

درجن: وہ ایسا ہی کریں گے اگر آپ انارکلی کی

زندگی چاہتے ہیں تو وہ خون کے دریا اور فوجوں کی صفوں کے پار کھڑی ہے بڑھ کر فوجوں کو اُلٹ دیجئے۔

سلیم: اگر انارکلی کی زندگی جنگ کا صلہ ہے تو میں جنگ کے رُخ کو تو کیا موت کی مضبوط کلائی کو بھی پھیر سکتا ہوں مگر اس کا ذمہ دار کون ہے کہ میری غیر حاضری میں انارکلی یہاں محفوظ رہے گی۔

درجن: اِس کا ذمہ دار میں ہوں کہ وہ میری تلوار کے سائے میں یہاں محفوظ رہے گی۔

سلیم: درجن تمہاری تلوار ایک ہے اور اکبرِ اعظم کی تلواریں لاکھوں۔

درجن: تو پھر ایک راجپورت کے وچن پر کٹ جانے والے سر بھی لاکھوں ہیں شہزادے۔

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

کوئی درباری: ظلِّ الٰہی سنگ تراش حاضر ہے۔

اکبر: تخلیہ! سنگ تراش! ہمیں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ تمہارے ایسے فنکار بھی ہماری سلطنت میں آباد ہیں۔

سنگ تراش: مگر سچ تو یہ ہے کہ میں آپ کی سلطنت میں برباد!

اکبر: اب نہیں رہو گے ہم تمہارے فن کی خوبصورتی کو مانتے ہیں اور تمہیں انعام و اکرام سے مالا مال کرتے ہیں۔

سنگ تراش: فن کی خوبصورتی کے یہ انعامات بہت مگر فن کی سچائی کیلئے بہت کم !

اکبر: پھر کیا چاہتے ہو ؟

سنگ تراش: میں اپنے فن کی سچائی کو سلطنت کے گوشے گوشے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔

اکبر: تمہیں اجازت ہے۔

سنگھ تراش: زہے قسمت! جو کرم ادھورا تھا وہ ظلِّ الٰہی کی فراخ دلی نے پورا کر دیا۔

اکبر: نہیں ابھی پورا نہیں ہوا تمہاری زندگی میں ایک مسکراتی ہوئی بہار کی کمی ہے ہم تمہیں انعام میں وہ جیتی جاگتی نازنین بھی عطا کرتے ہیں جو تمہارے فن کو پیش کرنے کا خوبصورت سہارا بنی تھی۔

سنگ تراش: یعنی

اکبر: یعنی کل انارکلی سے تمہاری شادی کر دی جائے گی۔

سنگ تراش: لیکن ! ظلِّ الٰہی !

اکبر: کیا یہ انعامات کم ہیں۔

سنگ تراش: بہت ہیں، اُمید سے کہیں زیادہ آج میں ظلِّ الٰہی کے انصاف کا قائل ہوگیا۔

اکبر: اب تم جا سکتے ہو۔

سنگ تراش: شہنشاہوں کے انصاف اور ظلم میں کس قدر کم فرق ہوتا ہے، ہا ہا ہا

بہار: شہنشاہ کا بخشا ہوا حسین انعام پا کر تمہیں

اِسی قدر خوش ہونا چاہیے۔

سنگ تراش: خوش! خوشی کا اظہار کم تر انسان کیا کرتے ہیں میں کسی کم عقل کی بخششوں کا مذاق اُڑا رہا ہوں۔

بہار: تو گویا تمہیں شہنشاہ کے حکم اور اِس بیش قیمت انعام دونوں سے انکار ہے۔

سنگ تراش: یقیناً

بہار: انجام جانتے ہو سنگ تراش۔

سنگ تراش: ہوں ؟ ہو سکتا ہے میرے اس بنائے ہوئے شاہکار کی تکمیل میرے ہی خون سے ہو۔

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

سلیم: سنگ تراش! اکبرِ اعظم کا حکُم ٹھکُرا کر تُم نے اس دلیری اور سچائی کا ثبوت دیا ہے ہم اُس کے لئے تمہارے احسان مند ہیں۔

سنگ تراش: صاحب عالم کا احسان مند ہونا میری سچائی کا انعام نہیں۔

سلیم: تو پھر! تم کیا چاہتے ہو۔

سنگ تراش: میں آپ کی سچائی میں انارکلی کی چھپی ہوئی تقدیر دیکھنا چاہتا ہوں۔

سلیم: ہوں!

کوئی درباری: ظلِّ الٰہی کے حضور میں صاحب عالم کا پیغام ہے۔

اکبر: (بنام تاجدارِ ہندوستان شہنشاہ جلال الدّین محمدّ اکبر کو معلوم ہو کہ میں ولی عہدِ سلطنت شہزادہ نور الدّین محمدّ سلیم اس اطلاع نامہ کے ذریعے اپنی خودمختاری کا اعلان کرتا ہوں میرا مطالبہ ہے کہ ظلِّ الٰہی انارکلی کو میری بیگم اور ہندوستان کی ہونے والی ملکہ تسلیم کریں اور ظل الٰہی یہ بھی تسلیم کریں کہ میں اُسی ...... کی نسل کا خود دار شہزادہ ہوں جس کے تاجدار مذہب اور ملّت کی پرواہ کیئے بغیر اپنی مرضی کی ملکہ چنتے آئے ہیں لہذا مجھے

بھی اپنی مرضی کی ملکہ چُن لینے کا حق ہے
اور میں اِس حق کا استعمال کرتا ہوں اگر ظل
الٰہی کو میرے فیصلے سے انکار ہے تو)

اکبر: جوانی کے خمار میں ڈوبی ہوئی اس تحریر کو آخر
تک پڑھو !

کوئی درباری: ناچیز کی زبان میں .... (گر ظلِّ الٰہی کو
میرے فیصلے سے انکار ہے تو وہ سمجھ لیں
بغاوت ہو چکی۔

اکبر: بخدا ...... بغاوت ہمیں منظور ہے۔
.... سے کہو ہمارے باغیوں کی فہرست
میں عاشق کا نام بھی لکھ لیں۔

مان سنگھ: ! مقابلہ ہوگا .... بہ نفسے نفیسِ اس جنگ
میں شریک ہونگے۔

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

اکبر: کیا آج مہارانی بھول گئیں کہ یہ رَسم ہمیشہ
اُن کے ہاتھوں سے ادا ہوتی آئی ہے۔

بہار: ظلِ الٰہی! مہارانی فرماتی ہیں کہ وہ مجبور ہیں صاحبِ عالم کے قتل کیلیئے وہ تلوار نہیں دے سکتیں۔

اکبر: پُرانی رَسم بدلی نہیں جا سکتی ہم تلوار اُنہی کے ہاتھوں سے لیں گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیں باغی کا سر کاٹنے والی تلوار ہمیشہ آپ کے ہاتھوں سے ملی ہے۔ آج یہ رسم آپ کے ہاتھوں ادا ہوگی۔

جودھابائی: میرے ہی بیٹے کو قتل کرنے کے لئے آپ مجھی سے تلوار مانگ رہے ہیں مہابلی۔

اکبر: ہم آپ کے بیٹے کے لئے نہیں اس باغی کیلیئے تلوار مانگتے ہیں جس نے آپ کی مانگ سے سِندور کُھرچ ڈالنے کا اعلان کیا ہے کیا آپ ہماری حفاظت اور اپنی جیت کے لئے ہمیں تلوار نہیں دیں گی۔

جودھابائی: میری جیت تو کوئی نہیں مہابلی میری تو دونوں

طرح ہار ہے ایک طرف سہاگ ہے اور ایک طرف اولاد۔

اکبر: اور یہ فیصلہ آپ کو ابھی کرنا ہوگا اولاد چاہئے یا سہاگ ؟ سُہاگ کی آبرو پر سَتی ہو جانے والی راجپورت سہاگنوں کی ملکہ رُک کیوں گئیں۔

....

.... ہاتھ کیوں کانپ رہے ہیں اِن ہاتھوں سے اکبرِ اعظم کی تلوار کیا اُٹھے گی جو اپنے سہاگ کی چوڑیوں کا بوجھ تک نہیں اُٹھا سکتیں۔

جودھابائی: آپ نے سہاگ کی لالی میرے ماتھے سے مٹا تو دی لیکن اب آپ کو سلیم کے خون سے یہ لالی لگانی ہوگی سہاگ کی قیمت اگر ....

کا خون ہے تو لیجئے یہ تلوار اور بڑی خوشی

سے میرے بچے کو قتل کر دیجئے میں اُف
تک نہیں کروں گی۔

اکبر: جنگ کے نقارے کی پہلی چوٹ، اُس کی
موت کا اعلان ہے۔

کوئی درباری: مہابلی کس کی موت ؟

اکبر: اُس کی موت، جس کی منحوس محبت کے
اندھیرے میں سلیم ہماری شکل نہیں پہچان سکتا
اُس اندھیرے کو مٹا دو ہمارے اور سلیم کے
درمیان منڈلاتی ہوئی اس خوبصورت ناگن کا
زہریلا پھَن کچل دو۔

ے اے میرے مشکل کشا! فریاد ہے فریاد ہے
آپ کے ہوتے ہوئے دنیا میری برباد ہے
بے کس پہ کرم کیجئے، سرکار مدینہ
بے کس پر کرم کیجئے
گردش میں ہے تقدیر، بھنور میں ہے سفینہ
گردش " " " " " " " "

بے کس پہ کرم کیجئے سرکار مدینہ
" " " کیجئے
ہے وقت مدد، آیئے بگڑی کو بنانے
بگڑی کو بنانے
پوشیدہ نہیں آپ سے، کچھ دل کے فسانے
زخموں سے بھرا ہے کسی مجبور کا سینہ
بے کس پہ کرم کیجئے
چھائی ہے مصیبت کی گھٹا گیسوؤں والے
گیسوؤں والے
اللہ! میری ڈوبتی کشتی کو بچا لے
طوفان کے آثار ہیں، دشوار ہے جینا
بے کس پہ کرم کیجئے
گردش میں ہے تقدیر ، بھنور میں ہے سفینہ
بے کس پہ کرم کیجئے سرکار مدینہ

درجن: قید خانے کا دروازہ کھول دو، میں انارکلی کو لینے آیا ہوں۔

دربان: ہم اُسے موت کے سوا کسی کو نہیں دے سکتے یہ اکبرِ اعظم کا حکم ہے۔

درجن: اور مجھے اس کو زندہ لے جانا ہے یہ ایک راجپوت کا وچن ہے۔

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

مان سنگھ: فوجیں تیار ہو چکیں، مہابلی کا انتظار ہے۔

مان سنگھ: (نصرمن اللہ والفتح القریب ...... شلوک ......

(دُعا)

شہنشاہوں کے شہنشاہ! تُو نے اس حقیر بندے کو اپنے خزانے سے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کیں جہاں پناہ اور ظلِّ الٰہی کے گھر پکارنے والی آوازیں سنائیں اب باپ کہہ کر پُکارنے والی آواز بھی سنا دے۔

اکبر: اکبر! یہ تیرے وہی ہاتھ ہیں؟ مان سنگھ! جنگ شروع ہونے سے پہلے ہم سلیم سے ملنے جائیں گے۔

مان سنگھ: مہابلی کا اقبال بلند رہے، شہنشاہ کا باغی شہزادے کے خیمے میں یوں تنہا جانا مناسب نہیں۔

اکبر: مگر ایک باپ کے لئے مناسب ہے۔

(شہنشاہ عالم پناہ تشریف لا رہے ہیں)

سلیم: تخلیہ! کیا ظلّ الٰہی ایک باغی کا قصور بخشنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

اکبر: یہ بدنصیب باپ، جسے دنیا شہنشاہ کہتی ہے اپنے روٹھے ہوئے بیٹے کو منانے آیا ہے، اس سے محبّت مانگنے آیا ہے۔

سلیم: بیٹے کی محبّت برباد کرکے محبّت چاہتے ہیں آپ ؟

شہنشاہ باپ کا بھیس بدل کر آیا ہے۔

اکبر: شہنشاہ رویا نہیں کرتے شیخو! باپ کی آنکھوں میں آنسو ہیں، شیخو! یہ غریب باپ، شہنشاہ اکبر کے اُصولوں سے مجبور ہے۔

سلیم: اور سلیم اپنی محبّت سے !

اکبر: شیخو! شیخو، محبّت دلوں کو فتح کر سکتی ہے فوجوں کو نہیں تمہارے جذبات، شہنشاہ کی بے پناہ طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

سلیم: اس کا فیصلہ جنگ کرے گی۔

اکبر: سلیم! شہنشاہ کے فیصلے کو جنگ کا انتظار نہیں، جنگ کے نقارے کی پہلی چوب، انارکلی کی موت کا اعلان کر دے گی...... شیخو! اِسی دن کے لئے ہم نے مانگا تھا تمہیں ؟ بیٹے کی ضِد اگر باپ کے سر سے پوری ہوتی ہے تو باپ حاضر ہے۔

درجن: صاحبِ عالم!

سلیم: کیا شہنشاہ کی طاقت نے راجپوت کے بچّن کو ہرا دیا ؟

درجن: نہیں شہزادے ! راجپورت جان ہارتا ہے، بچّن نہیں ہارتا

سلیم: تو پھر انارکلی ؟ .... سلیم بغیر جنگ کے کامیاب ہے جنگ نہیں ہوگی۔

اکبر: جنگ ہوگی ! ہماری دُعا ہے کہ میدانِ جنگ میں خدا تمہیں جلال الدین اکبر سے محفوظ رکھے، انارکلی! تیری زندگی سلیم کی بدنصیبی کا پیغام ہے۔

(منظر بدلتا ہے)

اکبر: اس سے پہلے کہ اکبری تلوار کا لمبا سایہ موت بن کر تمہارے سَروں پر چھا جائے، اس سے پہلے کہ خاک اور خون کی آندھی میں تمہارا نام و نشان مٹ جائے، انارکلی ہمارے حوالے کر دو۔

سلیم: یہ تلوار جس نے بڑے بڑے سورماؤں کا گھمنڈ توڑا ہے محافظ ہے آج ! نہ صرف انارکلی کی، بلکہ محبت کرنے والے اُن تمام انسانوں کی، جن کے دل کی دھڑکنوں کو کسی

شہنشاہ کی غلامی منظور نہیں۔

اکبر: مان سنگھ! یلغار ہو!

سلیم: مقابلہ ہو!

انارکلی: صاحبِ عالم!

اکبر: انارکلی کی منحوس زندگی کو میدانِ جنگ کی گرد میں چھپا دو!

درجن: صاحبِ عالم! انار کلی کی جان خطرے میں ہے اگر آپ اجازت دیں تو اُسے کسی محفوظ مقام پر لے جاؤں۔

(منظر بدلتا ہے)

دربان: (.......... مہابلی مہارانی جودھابائی کے محل میں تشریف لا رہے ہیں)

جودھابائی: یہ سہاگ کا ٹیکہ کہیں ماں کے دل کا داغ تو نہیں۔

اکبر: دیکھئے یہ تلوار اِس پر سلیم کے خون کی ایک بوند بھی نہیں۔

جودھابائی: سَنسار میں شاید تو پہلی تلوار ہے جسے ماں نے کلیجے سے لگایا ہے مجھے سلیم سے ملایئے

اکبر: آپ اُس سے نہیں مل سکتیں۔

جودھابائی: کیوں ؟

اکبر: باپ کی تلوار نے رحم کیا لیکن شہنشاہ کا انصاف ابھی باقی ہے۔

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

اکبر: میرِ عدل! کاروائی شروع ہو۔

میرِ عدل: بنام نورالدّین محمدّ سلیم! الزام ہے کہ تم نے محل کی ایک ادنی کنیز کی خاطر، ولی عہدی کے اعزاز کو بدنام کیا، شاہی احکام کی توہین کی، محکمہ فوج کے معتمد اور وفادار راجپوت درجن سنگھ کو غداری پر اُکسایا، اور انارکلی کو فرار کرایا، تم نے شہنشاہ وقت کی فوجوں کو ورغلایا اور بغاوت کی ....

اکبر: یہ تمام الزمات واپس لئے جا سکتے ہیں،

تمہاری تمام نادانیاں و نافرمانیاں معاف کی جا سکتی ہیں اور ہم تم پر ایک بار پھر مہربان ہو سکتے ہیں اگر تم انارکلی واپس کر دو۔

سلیم: تاکہ آپ اسے سزائے موت دے دیں؟

اکبر: یقیناً!

سلیم: تو پھر عادل شہنشاہ کو اپنی حکومت میں اُن تڑپتے ہوئے نافرمان پروانوں کو بھی سزا دینی چاہیئے جو شمع پر نثار ہو جاتے ہیں۔ پھولوں پر منڈلاتے ہوئے اُس بھونرے کو بھی قید کرنا چاہیئے جو محبت کے میٹھے راگ گاتا ہے، ندی کے مچلتے ہوئے اُس پانی کو بھی روک دینا چاہیئے جو سمندر کی آغوش میں اپنا نام و نشان بھی کھو دیتا ہے۔

اکبر: یہ عدالت دیوانے جذبات میں اُبلتی ہوئی محبت کی دلیلیں سننا نہیں چاہتی، انارکلی چاہتی ہے ....

سلیم: اور انارکلی کو میں دینا نہیں چاہتا۔

اکبر: تو پھر نسلِ تیمور کے جاہ و جلال کی قسم!
تم اس عظیم الشاّن تخت و تاج سے ہمیشہ
کیلئے محروم کر دیئے جاؤ گے۔

سلیم: مجھے یہ منظور ہے لیکن وہ تخت منظور نہیں جس
کے پائے انارکلی کے جنازے پر رکھے ہوں،
وہ تاج جس کی کلغی میں خود میرا ہی دل
پیوست ہو، مجھے منظور نہیں۔

اکبر: معلوم ہوا کہ تُم اپنی محبّت کی آگ میں
مغلوں کا تاج پگھلا کر ایک رقاصہ کے
پیروں کی پازیب بنانا چاہتے ہو تم ہندوستان
کے مقدس تخت پر ایک حسین لونڈی کو نچانا
چاہتے ہو اور تم ....

سلیم: اور آپ ! اس بھرے دربار میں اپنی ہونے
والی بہو کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔

اکبر: خاموش !

سلیم: اگر آج شہنشاہ انصاف کے پردے میں اپنی شکست کا انتقام ہی لینا چاہتا ہے تو اسے انارکلی نہیں ملے گی اُسے اپنے بیٹے کی جان لینی ہوگی۔

اکبر: انصاف ہمیں بیٹے سے زیادہ عزیز ہے ملزم نور الدّین محمّد سلیم! تُم نے ہماری رعایت اور رحم دلی کا ناجائز فائدہ اُٹھایا اور انارکلی کو عدالت کے رُوبرو حاضر کرنے سے انکار کیا۔ لٰہذا مابدولت مجرمہ انارکلی کی سزا کا خیال رکھتے ہوئے انارکلی کے بدلے تمہیں .... سزائے موت دیتے ہیں۔

درباری: رحم کیجئے؟ رحم! رحم! رحم! ....

اکبر: آج کوئی ہمارے رحم اور دریا دلی کو آواز نہ دے۔

سلیم: ایک تنگ دل شہنشاہ موت سے زیادہ کسی کو دے بھی کیا سکتا ہے! جب مورخ سلیم کے

خون سے انارکلی اور اُس کی محبت کی تاریخ لکھے گا تو اس میں شہنشاہ اکبر کی موت پہلے ہوگی۔

اکبر: تخلیہ !

(منظر بدلتا ہے)

درجن: کیا خبر لائے ہو ؟

کوئی دربان: اعلان کیا گیا ہے کہ اکبرِ اعظم کے حکم سے کل صبح انارکلی کے بدلے میں صاحب عالم کو موت دے دی جائے گی۔

درجن: جب تک درجن کے ہاتھ میں تلوار اُٹھانے کی طاقت ہے موت صاحبِ عالم کے قریب نہیں آ سکتی !

کوئی طبیب: کہاں جا رہے ہو ؟

درجن: اکبر اعظم کے سامنے

کوئی طبیب: مگر تم زخمی ہو !

درجن: میرا جسم ضرور زخمی ہے لیکن میری ہمت زخمی

نہیں ہٹ جاؤ ! ماتا !

(منظر بدلتا ہے)

سلیم: کیا آپ کے بیٹے کے چہرے پر خوف کی جھلک ہے۔

جودھابائی: بالکل نہیں ! مجھے اپنے خون پر پورا وشواس ہے میں اپنے لعل کو بدھائی دینے آئی ہوں راجپوت سورماؤں کا بیاہ موت سے بھی ہوتا ہے۔

سلیم: کاش ہر ماں کے سینے میں مہارانی جودھا کا دل ہوتا۔

(منظر تبدیل ہوتا ہے)

سلیم: آج کا تاریخی دن اکبرِ اعظم کی شکست اور محبت کی فتح کا دن ہے میں تمہارا شکر گزار ہوں اور اُن شہیدوں کی ماؤں کو مبارک باد دیتا ہوں جنہوں نے سچائی اور محبت کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں یہ میری آخری التجا

ہے، دنیا میں دل والے کا ساتھ دینا دولت
والے کا نہیں

درباری: صاحبِ عالم! زندہ باد

ے وفا کی راہ میں عاشق کی عید ہوتی ہے
خوشی مناؤ محبت شہید ہوتی ہے
زندہ باد! زندہ باد! زندہ باد!
اے محبت زندہ باد! اے محبت زندہ باد
دولت کی زنجیروں سے تو رہتی ہے آزاد
دولت کی زنجیروں سے " " " "
زندہ باد! زندہ باد! اے محبت زندہ باد
مندر میں، مسجد میں تُو، اور تُو ہی ہے ایمانوں میں
مُرلی کی تانوں میں تُو، اور تُو ہی ہے آذانوں میں
تیرے دم سے دین دھرم کی دنیا ہے آباد
زندہ باد! زندہ باد! اے محبت زندہ باد
پیار کی آندھی رُک نہ سکے گی، نفرت کی دیواروں سے
مر جاتے ہیں عاشق، زندہ رہ جاتی ہے یاد

زندہ باد! زندہ باد! اے محبت زندہ باد
عشق بغاوت کر بیٹھے، تو دنیا کا رخ موڑ دے
آگ لگا دے محلوں میں، اور تختِ شاہی توڑ دے
سینہ تانے موت سے کھیلے، کچھ نہ کرے فریاد
زندہ باد! زندہ باد! اے محبت زندہ باد
زندہ باد " " " " " " " "
تاج حکومت جس کا مذہب، پھر اُس کا ایمان کہاں
جس کے دِل میں پیار نہ ہو، وہ پتھر ہے انسان کہاں
جس کے دِل میں " " " " " "
پیار کے دشمن ہوش میں آ، ہو جائے گا برباد
زندہ باد! زندہ باد! اے محبت زندہ باد
زندہ باد " " " " " " " "

سنگ تراش: راجا مان سنگھ! زندہ باد!
راجا مان سنگھ! زندہ باد!

اکبر: مان سنگھ !

مان سنگھ: مہابلی! حکمِ عالی ہو تو صاحب عالم کو رہا کر

دیا جائے۔

اکبر: انارکلی کی موت کے بعد !

اکبر: وہ زندہ ہے! وہ زندہ ہے

انارکلی: ظلِّ الٰہی! ظلِّ الٰہی! ظلِّ الٰہی کو صاحب عالم کی زندگی مبارک ہو۔

اکبر: اور تجھے تیری موت! لے جاؤ اس خوبصورت آندھی کو اس رنگین فتنے کو اور زندہ دیوار میں چُنوا دو۔

انارکلی: جہاں پناہ کے اقبال کا سورج، ہمیشہ چمکتا رہے میرے صاحبِ عالم کی عمر چاند ستاروں سے بھی لمبی ہو۔
مجھے سب کچھ مل گیا! مجھے سب کچھ مل گیا! مجھے سب کچھ مل گیا۔

مان سنگھ: انارکلی! دستور ہے کہ مرنے والے کی آخری آرزو پوری کی جاتی ہے اگر کوئی آرزو ہو تو مہابلی کے حضور میں عرض کرو۔

انارکلی: کنیز کی آرزو ظلِّ الٰہی کے اختیار میں نہیں۔

اکبر: ہمارے رحم و کرم کا دائرہ اتنا تنگ نہیں جس میں کنیز کی آخری آرزو بھی نہ سما سکے! بیان کر!

انارکلی: مرنے سے پہلے کنیز ملکہ بننا چاہتی ہے!

اکبر: انجام کار تیرے لبوں پر آج تیرے دل کی آرزو آ ہی گئی موت کی ڈراؤنی رات میں بھی تُو ہندوستان کی ملکہ بننے کے سنہری خواب کو نہیں بھول سکی۔

انارکلی: کنیز کی مجبوری کو آرزو نہ سمجھئے ظلِّ الٰہی۔ صاحب عالم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے اپنی ملکہ بنائیں گے میں نہیں چاہتی کہ اُن کا وعدہ جھوٹا ہو اور ہندوستان کا ہونے والا بادشاہ زندگی بھر ایک ادنیٰ کنیز سے شرمندہ رہے۔

اکبر: ہم ہندوستان کے ہونے والے بادشاہ کو شرمندہ

نہیں ہونے دیں گے مان سنگھ! سلیم کو رہا
کر دیا جائے ....
صبح ہونے سے پہلے بے ہوشی کی دوا میں
بَسا ہوا یہ پھول تجھے سلیم کو سونگھانا ہوگا تاکہ
وہ تیری موت سے ناآشنا ہو جائے تجھے بھول
جائے اور ہمارے پہرے دار تجھے بیہوش عاشق
کے پہلو سے اُٹھا کر موت کی آغوش میں گم
کر دیں۔

انارکلی: موت محبت سے قریب ہوگئ! ایسا ہی ہوگا!

اکبر: اگر ایسا نہ ہوا تو سلیم تجُھے مرنے نہیں دے
گا اور ہم انارکلی تجھے جینے نہیں دیں گے۔

انارکلی: کنیز تو کب کی مر چُکی اب جنازے کو
رخصت کی اجازت دیجئے۔

اکبر: جا سکتی ہو!

انارکلی: شہنشاہ کی ان بے حساب بخششوں کے بدلے
میں یہ کنیز جلال الدّین محمدّ اکبر کو اپنا خون

معاف کرتی ہے۔

(منظر بدلتا ہے)

(گانا)

یہ دل کی لگی کم کیا ہوگی، یہ عشق بھلا کم کیا ہوگا
جب رات ہے ایسی متوالی
" " " " " "

پھر صبح کا عالم کیا ہوگا، پھر صبح کا عالم کیا ہوگا
نغموں سے برستی ہے مستی چھلکے ہیں خوشی کے پیمانے
چھلکے ہیں " " "
آج ایسی بہاریں آئی ہیں کل جن کے سنیں گے افسانے
کل جن کے سنیں گے افسانے
اب اس سے بھی آساں اور حسین، یہ پیار کا موسم کیا ہوگا
اب اس سے بھی " " " " "
جب رات ہے ایسی متوالی، پھر صبح کا عالم کیا ہوگا
پھر صبح کا " " " "
یہ آج کا رنگ اور یہ محفل، دل بھی ہے یہاں دلدار بھی ہے

دل بھی ہے یہاں " "

آنکھوں میں قیامت کے جلوے، سینے میں تڑپتا پیار بھی ہے

سینے میں تڑپتا " " "

اس رنگ میں کوئی جی لے اگر، مرنے کا اُسے غم کیا ہوگا

مرنے کا اُسے غم" " "

حالت ہے عجب دیوانوں کی، اب خیر نہیں پروانوں کی

انجامِ محبت کیا کہئے، لے بڑھنے لگی ارمانوں کی

لے بڑھنے " " "

ایسے میں جو پائل ٹوٹ گئی، پھر اُسے میرے ہمدم کیا ہوگا

پھر اے میرے " " "

جب رات ہے ایسی متوالی پھر صبح کا عالم کیا ہوگا

پھر " " " "

سلیم: ایسا کیوں کیا تم نے ؟ یہ خوبصورت ہاتھ ....

...... محبت کا دامن چھوڑ دیا نا! تم نے! اچھا

یہ مجھ سے بے وفائی کر سکتے ہیں! سلیم سے

منہ نہ پھیرنا انارکلی! میرے پاس آؤ، اور بتاؤ

کیا تم مجھ سے بے وفائی کر سکتی ہو بتاؤ
کیا تم مجھ سے بے وفائی کر سکتی ہو۔

انارکلی: نہیں شہزادے نہیں! انارکلی اپنی زندگی سے بے وفائی کر سکتی ہے آپ سے نہیں !

سلیم: زندگی سے ! کون ہے جو تمہیں زندگی سے محروم کر دینا چاہتا ہے۔

انارکلی: کوئی نہیں !

سلیم: کیا میرے ہوش و حواس اسی لئے چھین لئے گئے ہیں کہ تم مجھ سے جدا کر دی جاؤ۔

انارکلی: تقدیر کا یہی فیصلہ ہے۔

سلیم: تقدیر کو فیصلہ بدلنا ہوگا انارکلی میں دیکھ رہا ہوں یہ رینگتے ہوئے سائے یہ اکبرِ اعظم کے بزدل غلام جو تمہیں لینے آ رہے ہیں میں دیکھ رہا ہوں .... سامنے آؤ ....
انارکلی میری ہے اُسے مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا .... یہ میرے .... غلام تمہارے

پاک جسم کو نہیں چھو سکتے انارکلی .... آؤ!

آؤ! بے ادب! بے ادب! .... انارکلی!

جانِ سلیم!

(گانا)

وہ آئی صبح کے پردے سے موت کی آواز

کسی نے توڑ دیا جیسے زندگی کا ساز

آ آ آ

خُدا نگہبان ہو تمہارا، دھڑکتے دل کا پیام لے لو

خدا نگہبان ہو تمہارا " " "

تمہاری دُنیا سے جا رہے ہیں، اُٹھو ہمارا سلام لے لو

اُٹھو ہمارا سلام لے لو

اُٹھے جنازہ جو گر ہمارا، قسم ہے تم کو نہ دینا کاندھا

نہ ہو محبت ہماری رسوا، یہ آنسوؤں کا پیام لے لو

خدا نگہبان ہو تمہارا، دھڑکتے دل کا پیام لے لو

(منظر بدلتا ہے)

نادرا والدہ: میری بچی! میری بیٹی! میری نادرا! میری نادرا!

اکبرِ اعظم: انصاف کے اس مقدس ترازو کی قسم اکبر سے زندگی میں ایک بار جو مانگو گی عطا کیا جائے

نادرا کی ماں: ظلِّ الٰہی! ظلِّ الٰہی! کہاں ہیں ظلِّ الٰہی .... ظلِّ الٰہی! ظلِّ الٰہی

اکبرِ اعظم: بے ادب! کیا چاہتی ہے ؟

نادرا کی ماں: معلوم ہوتا ہے بدحواسی نے تجھے اندھا کر دیا ہے ہمارے انصاف کا قانون نہیں پہچانتی۔

نادرا کی ماں: اپنی دی ہوئی اس نشانی کو پہچانئے ظلِ الٰہی یاد کیجئے! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اکبر سے زندگی میں ایک بار جو جی چاہے مانگ لینا، آج میں آپ سے انارکلی کی زندگی مانگتی ہوں۔

اکبرِ اعظم: ہمیں کچھ یاد نہیں

نادرا کی ماں: یاد نہیں! مگر انصاف پرور بادشاہ تو کبھی اپنے قول سے نہیں پھرتے۔

اکبرِ اعظم: کہہ دیا کہ کچھ یاد نہیں!

نادرا کی ماں: آپ اپنا وعدہ بھول سکتے ہیں لیکن وہ شہنشاہوں کے شہنشاہ جس نے آپ کو شہنشاہ بنایا ہے وہ اپنی غریب مخلوق کو کبھی نہیں بھولتا، حشر کے دن اُس کی عدالت میں میرا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان ہاں! میرے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی انصاف ہوگا۔

اکبرِ اعظم: لے جاؤ اِسے !

نادرا کی ماں: نہیں جاؤں گی! ظلِّ الٰہی، ظلِّ الٰہی!

اکبرِ اعظم: مانگو کیا مانگتی ہو۔

نادرہ کی ماں: جو شہنشاہ اپنا ہارا ہوا قول نہیں دے سکا وہ اور کیا دے گا۔

اکبرِ اعظم: لو! دیکھو!

والدہ نادرا: انارکلی ! .... شہنشاہ میرے رحمدل شہنشاہ۔

اکبرِ اعظم: سنو! دیکھو یہ سرنگ تمہیں مغل سلطنت کی سرحدوں کے پار لے جائے گی اور یہ راز کہ انارکلی زندہ ہے، تمہیں راز رکھنا ہوگا تاکہ

سلیم زندگی بھر یہ سمجھتا رہے کہ اُس کی انارکلی مر چکی۔

والدہ نادرا: ایسا ہی ہوگا اسے زندگی دے کر شہنشاہ نے اپنے انصاف کو زندگی دی، انارکلی قدم بوسی کے لئے جھک جا!

اکبرِ اعظم: انارکلی! جب تک یہ دنیا قائم رہے گی تم لفظ محبت کی آبرو بن کر رہو گی اور مغلوں کی تاریخ تمہارا یہ احسان یاد رکھے گی کہ تم نے بابر اور ہمایوں کی نسل کو نئی زندگی دی لیکن ہم، تمہیں گمنام زندگی کے سوا کچھ نہیں دے سکتے ہم مجبور ہیں، بخدا ہم محبت کے دشمن نہیں اپنے اُصولوں کے غلام ہیں، ایک غلام کی بے بسی پر غور کرو گی تو شاید تم ہمیں معاف کر سکو۔

والدہ نادرا: انارکلی ظلِّ الٰہی تم سے مخاطب ہیں۔

اکبرِ اعظم: جاؤ! اِسے لے جاؤ۔

پس پردہ آواز: اور اس طرح میرے چاہنے والے شہنشاہ
جلال الدّین محمّد اکبر نے انارکلی کو زندگی بخش
دی اور دنیا کی نظروں میں ظُلم اور بے رحمی
کا داغ اپنے دامن پر لے لیا میں اُس
شہنشاہ کے انصاف کی یادگار ہوں جسے دنیا
مغلِ اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے۔

(ختم شد)